REGD No L 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۲

شمارہ ۶

شرح چندہ
سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۴ روپیہ
ممالک غیر ۵ ۔ ۱۲
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

نائب فیض احمد گجراتی

۹ ہجرت ۱۳۴۲ ہش | ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ | ۹ مئی ۱۹۶۳ء

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ مئی (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت دن کو نسبتاً بہتر رہی مگر شام کے وقت بے چینی کی تکلیف ہوگئی۔ رات گرمی کی وجہ سے نیند کچھ اچھی نہیں آئی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۷ مئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کئی دنوں سے گردہ اور مثانہ میں درد کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت ممدوح کو جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال پاکستان تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت ۱۰ اپریل دارالامان میں لائے۔ آمین

قادیان ۱۰ مئی کو ۱۰ ذوالحجہ کی تاریخ ہونے کی وجہ سے قادیان میں عید الاضحیہ کی تقریب مسنون طریق پر منائی [illegible]

## حج بیت اللہ کیلئے

مکرم حکیم محمد سعید صاحب نے اطلاع دی ہے کہ جماعت احمدیہ کالا بن کے ایک احمدی دوست مکرم ولی محمد صاحب بھی امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حج کو قبول فرمائے اور موصوف نیک مقصد میں کامیابی کے ساتھ بخیریت اپنے وطن واپس تشریف لائیں۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

# احمدی دوستوں کا سفر حج

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج مسلم مشن بمبئی

احمدیہ مسلم مشن بمبئی ۔ اپریل ۱۹۶۳ء ۔ اللہ کا شکر ہے کہ امسال چار احمدی دوست ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر حج کو روانہ ہوئے۔ ۱۵ اپریل کو مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ حیدرآباد ۔ ۲۵ کو مکرم خان بہادر صاحب خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر آف کیرنگ (اڑیسہ) اور ۲۷ اپریل کو مکرم سیٹھ محمد افضل صاحب آف کلکتہ اور ان کی والدہ محترمہ۔ سنا ہے کہ صوبہ جموں کے ایک دوست بھی بحری جہاز کے ذریعہ زیارت بیت اللہ کو روانہ ہوئے ہیں مگر میں ان کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔ غالباً ان دنوں میں جنوبی ہند کے دورہ پر تھا۔

لہٰذا مصروفیت کے اس دور میں جب سفر کی تیاریوں کے دن آتے ہیں۔ اور مجھ جیسا کوئی برگشتہ قسمت اسیر فرقت کسی مسافر خانہ کی طرف چلا جاتا ہے تو اس کے واردات قلب کی کیفیت مت پوچھیے وہ دیکھتا ہے کہ کوئی بسم اللہ مجریہا و مرسیٰہا کہہ کر بحر عرب کی لہروں میں اپنی کشتی ڈال رہا ہے۔ لیکن یہ بحر کی تہ میں بھی صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکتا۔ وہ ہوائی جہاز میں بیٹھ کر دیار حبیب کی طرف پرواز کر دیتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان دنوں جذبات عشق کی شعلہ زائی پہلے سے زیادہ ہے یا کم۔ اور نہ ... عشق میں بعد مسافت کا عذر باقی ہے یا نہیں! مگر اتنا جانتے ہیں کہ اب "دوریٔ منزل" کی شکایت کا موقعہ نہیں رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس عالم وارفتگی میں فرمایا تھا کہ

عجب پیدا ہوئے کوچے اور ام
من اگر بیں داشتم بال و پرے
عجب آتش بجو ہیں تپ کر کندن بننے کا زمانہ

جب تک رہا۔ اس دور میں انسان عشق سے کم اور عقل سے زیادہ کام لیتا ہے عشق تو ایک مبہم سا لفظ ہے۔ ایک وجدانی کیفیت ہے جس کی شرح ایک عاشق ہی کر سکتا ہے۔ لیکن عقل دین و دنیا کی بہترین رفیق ہے۔ خدا دانی و خدا شناسی کا ایک وسیلہ ہے۔ عشق سے زندگی میں طوفان آتا ہے ساز حیات ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ اور مسائل زندگی پیچیدہ تر ہو جاتے ہیں۔ لیکن عقل سلامت روی کی تلقین کرتی ہے۔ زندگی کو ہموار و مستحکم بناتی ہے۔ اور معاشرے میں آسانیاں پیدا کرتی ہے۔ عقل و عشق کا مقابلہ بہت دنوں سے جاری ہے۔ قرآن مجید نے تو ہمیں دعوت عشق نہیں دی ہے۔ ہر جگہ عقل سے کام لینے کی تاکید کی ہے۔ لیکن فارسی شعراء نے عشق پر بڑا زور دیا ہے۔ خواجہ حافظ مولانا رومی اور شیخ سعدی جیسے شعراء ہمیں ان کو عقل کی بجائے جذبۂ عشق سے ہی فیضیاب ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔

عقل و عشق کے اس مقابلے میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دستور زندگی کی بنیاد تو اپنی عقل پر ہے لیکن ان قوانین پر چلنے کے لئے بعض اوقات ہمیں مافوق العادت ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اسی کا نام عشق ہے۔ اور واقعی یہ مقام ایسا ہے کہ جو یہاں پہنچ گیا اسے مقام عقل ایک کمتر مقام نظر آنے لگتا ہے۔ خواجہ حافظ نے اس شعر میں عقل پرستوں پہ کیسے حسین الفاظ میں طنز کی ہے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

یہی وجہ ہے کہ جب تک انسان گرداب عشق میں پھنسا رہا۔ خرد پر جنون خوشی پر غم اور ساحل پر موج کو ترجیح دیتا رہا۔ اور یہ فلسفۂ عشق ایسا ہے کہ اگر عالم آخرت میں بھی اس پر عمل کیا جائے۔ تو وہاں جنت پر جہنم کو ترجیح حاصل ہوگی۔ جس طرح ڈاکٹر اقبال نے بارہا یزدان پر شیطان کو اور آدم پہ ابلیس کو ترجیح دی ہے۔ اور غالباً یہی سبب ہے کہ جو لوگ زندگی بھر عشق کے بادبان میں سفر کرتے رہے۔ وہ "امروز" میں "دوش" و "فردا" کے قائل ہو گئے۔ اور امر دنیا میں صعوبات زندگی کے۔ انہوں نے معاشرے اور وسائل زندگی کو سہل و آسان بنانے کی کبھی کوشش نہ کی۔ یہ ان کے مسلک کے خلاف تھا۔ وہ حج کے لئے مہینوں اور سالوں پیدل یا کشتی کا سفر اختیار کرتے۔ گرمیوں میں تپتے۔ سردیوں میں ٹھٹھرتے اور دریا میں غوطے لگاتے۔ اکثر رہزنوں کے ہاتھوں ستم اٹھاتے۔ ان کے نزدیک یہ سب جذبۂ عشق کے تقاضے تھے۔ راہبوں نے رموز عشق میں یہ نہیں رکھا کہ خدا اظہار بندگی کے ساتھ ساتھ سامان سہل و آسان سفر اختیار کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ سچ پوچھیے تو وہ ایک طوفانی زندگی کا دور تھا۔ اس دور میں وسائل کو آسان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس زمانے میں یہ بات قابل فخر سمجھی جاتی تھی کہ انسان ٹھوکریں کھاتا ہوا آستانۂ محبوب پر پہنچے۔ آج بھی جو اس دور کے شادی ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ

خرد سے راہرو روشن بصر ہے
خرد کیا ہے؟ چراغ رہگذر ہے
درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغ رہگذر کو کیا خبر ہے
(اقبال)

ان اشعار میں عقل کی کیسی توہین کی گئی ہے حالانکہ قرآن ہر جگہ عقل و خرد کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ حق یہ ہے کہ عقل اور جذبۂ عمل کے امتزاج سے انسانی زندگی میں حسن اور سہولت پیدا ہوتی ہے۔ عقل کو عشق کی اور عشق کو عقل کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ دور یہ دور عقل کہلاتا ہے۔ اس نے کار عشق میں بہت سہولت پیدا کر دی ہے۔ اب عشق میں خار مغیلاں پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم سمندر کی لہروں سے بچ بچا کے اور فضا میں پرواز کرتے ہوئے دیار حبیب کو جا سکتے ہیں۔

**ہوائی سفر**

یوں تو میں نے اپنے تمام احباب کو ایک ربودگی اور بیخودی کے عالم میں بہ سلامت روی دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ مگر ۲۵ اپریل کو میں اپنے تمام بچوں کے ساتھ ہوائی اڈے پر گیا ہوا تھا۔ وہاں دور دور تک روشنیاں ہر طرف بکھری ہوئی تھیں۔ طیاروں کے اڑنے اور اترنے سے بار بار طیارہ گاہ میں ناقابل برداشت گرج پیدا ہوتی۔ اب ہندوستانیوں کا ذوق پرواز بھی کتنی ترقی کر گیا ہے۔ بھیڑ کی بھیڑ آتی اور جاتی۔ آخر اس جہاز کے اڑنے کا وقت بھی آگیا جس پر مکرم صاحب خان صاحب موصوف سفر کرنے والے تھے۔ اس وقت میں انہیں الوداع کہنے کے لئے اپنے بچوں کو لے کر ہوائی اڈے کی چھت پر چلا گیا۔ ایک قوی ہیکل جیٹ طیارہ میرے سامنے تھا۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ماڈرن پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۹ رمئی ۱۹۶۳ء

# قادیان میں عید الاضحیہ کی تقریب

قادیان ۸ رمئی۔ پرسوں اتوار کے روز ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہونے کی وجہ سے سارے ہندوستان کی طرح قادیان میں بھی عید الاضحیہ کی مبارک اور پُرمسرت تقریب مسنون طریق پر منائی گئی۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے پہلے ہی اس امر کا اعلان کیا جا چکا تھا کہ امسال عید الاضحیہ کی نماز مسجد اقصےٰ میں پڑھی جائے گی۔ چنانچہ جملہ مقامی احباب وقت مقررہ سے پہلے ہی تکبیرات کہتے ہوئے مسجد میں جمع ہو گئے ٹھیک وقت پر محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے سب سے پہلے عید کا دوگانہ مسنون طریق پر ادا فرمایا بعدہٗ خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

آج عید الاضحیہ کا دن ہے جو مسلمانوں میں خوشی اور مسرت کا ایک تہوار ہے۔ دنیا کی قوموں میں خوشیوں کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں خوشی کے اظہار کا اپنا اپنا رنگ اور طریق ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تہوار دوسری اقوام سے مختلف رنگ میں منایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام میں دو ہی تہوار ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا یہ عید الاضحیہ کا تہوار۔ جن میں مسلمان بحیثیت قوم خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ یہ دونوں تہوار ہی ایک ایک بڑے رکن اسلامی کے ساتھ منسلک ہیں جن کی تکمیل اور ادائیگی کے بعد بارگاہ رب العزت میں گویا تشکر و امتنان کے اظہار کے لئے ان دونوں تقریبات کو مخصوص کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ عید الفطر جسے عام طور پر چھوٹی عید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسلامی رکن روزہ کے پورے ہو جانے کے بعد منائی جاتی ہے۔ جب مسلمان رمضان کا پورا مہینہ روزے سے گذارتے ہیں اور ایک خاص ڈھنگ سے عبادت الٰہی میں ایک لمبا وقت گذار چکتے ہیں تو شوال کا چاند نظر آجانے پر بارگاہ رب العزت میں اس کے اس فضل و احسان پر شکر بجا لاتے ہوئے اجتماعی طور پر دو رکعت نفل ادا کرتے ہیں۔ اور سب مل کر اس کے حضور میں عجز و انکسار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہوئے مزید فضلوں برکتوں رحمتوں کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

اسی طرح اس تقریب کے تقریباً دو ماہ بعد تیسرے مہینے کی دسویں تاریخ کو ایک اور تہوار عید الاضحیہ کے نام سے منعقد ہوتا ہے جسے قربانیوں کی عید یا عام زبان میں بڑی عید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ عید ایک اور رکن اسلامی یعنی حج بیت اللہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یعنی جبکہ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو اکناف عالم سے حج کی غرض سے جو مسلمان اس مقام مقدس کی طرف عاشقانہ انداز میں چلے آتے ہیں ان کی یہ عاشقانہ عبادت کا بڑا حصہ پورا ہو چکا ہوتا ہے۔ اور دسویں تاریخ کو سب مالات رتعلیم اسلامی قربانی گذرانی جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو اس مقدس مقام میں پہنچ نہیں سکتے۔ ان کے لئے اپنے اپنے مقام پر ہی خوشی اور مسرت کے اظہار کا موقعہ بہم پہنچایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانیوں کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے عید کے دوگانہ کے بعد ذی استطاعت مسلمانوں کی طرف سے قربانی دی جاتی ہے۔

الغرض ان تمہیدی کلمات کے بعد آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا سال ۱۹۲۳ء کا خطبہ عید الاضحیہ پڑھ کر سنایا۔ جسے اس اشاعت میں دوسری جگہ بالاستیعاب درج کیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس نے اس عید الاضحیہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے دو انبیاء کے مشہور واقعہ کو جامع رنگ میں بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو اس سے روحانی فوائد حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس طرح محض خدا کی رضاء کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو وادی غیر ذی زرع میں محض اسی کے سہارے چھوڑ آئے اور پھر جب اپنی رویا کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کے لئے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور ان کے سعادت مند بیٹے نے اس کام کے لئے اپنے تئیں پورے طور پر پیش کر دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کی اس طرح کی قربانی اور تسلیم و رضاء کے جذبہ کو ہمیشہ کی یادگار کے طور پر قائم کر دیا۔ اور آج تمام دنیا کے ذی مقدرت مسلمانوں کی طرف سے ہر سال اس مبارک تقریب پر حسب استطاعت قربانی کی جاتی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سچے دل سے خدا کی راہ میں کی گئی قربانی ضائع نہیں جاتی بلکہ وہ ایسے پھل لاتی ہے جو ہمیشہ کے لئے یادگار رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس اعلیٰ تربیت کا نتیجہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور ان کی نیک سیرت بیوی حضرت ہاجرہ نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی کی۔ اسلئے تمام والدین کو اسی طرح پر اپنی اولاد کی تربیت کرنی چاہیئے تاوہ خدا کے دین کے لئے اسی طرح اپنی جان کو قربان کرنے کیلئے تیار رہیں۔ جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنا عملی نمونہ پیش کر دیا۔

اس موقعہ پر یہ خطاب سے روحانی استفادہ کی غرض سے اسے اس پرچہ کی زینت بنایا جا رہا ہے۔ خطبہ کے تمام ہو جانے کے بعد حضرت امیر صاحب محترم نے فرمایا۔ آؤ اب ہم سب مل کر دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسی قربانیوں کی توفیق دے اور ہماری اولاد بھی ان ہدایات اور تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر رضاء الٰہی کی موجب بنے آمین۔ اللّٰھم آمین چنانچہ بعدہٗ ایک نہایت رقت آمیز اجتماعی دعا ہوئی جس میں احباب نے دعاؤں کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے اسلام و احمدیت کی ترقی اور روحانی غلبہ اور مبلغین اسلام کی کامیابی اور نائبین المرکز کے لئے درد دل سے دعائیں کیں۔ مولا تعالیٰ انہیں قبول فرمائے۔

نماز اور دعا سے فراغت کے بعد حسب سابق تمام درویشان عید مبارک کا تحفہ پیش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ بعدہٗ قربانیوں کے جانور ایک خاص انتظام کے ماتحت ذبح کئے جا کر ان کا گوشت تمام مقامی احباب میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے روز ۲۹ قربانیاں ذبح کی گئیں اور دوسرے روز ۱۵ جن میں سے چار مقامی احباب کی طرف سے تھیں اور بقیہ قربانیوں کے لئے بیرونی احباب کی طرف سے ان کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کیا گیا۔ قربانیوں کا گوشت اپنے احباب کے علاوہ ... اور رشتہ داروں کے ایسے غیر مسلم غرباء میں بھی تقسیم کیا گیا جو اس کی خواہش کرتے اور خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسے موقعہ پر ایسے افراد کی ایک بڑی تعداد ہو جایا کرتی ہے۔ تاہم حسب سابق ان سبھی افراد کو بطور رسدی یہ تحفہ بھی انتظام کے تحت تقسیم کر دیا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

**تفریحی پروگرام** عید کی اس اجتماعی پُرمسرت تقریب پر مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش قادیان کی نگرانی میں عید کے دوسرے روز عصر کی نماز کے بعد مقامی بچوں کا ایک تفریحی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اطفال و خدام نے مختلف ورزشی مقابلے ہوئے جن نے کچھ پُرلطف کھیلیں کھیلیں۔ چنانچہ یہ دلچسپ پروگرام مغرب کی اذان سے کچھ دیر پہلے تک جاری رہا۔ دوسرے روز یعنی ۸ رمئی کو بعد نماز عصر ساڑھے پانچ بجے حضرت امیر صاحب مقامی ... نمبر ... جیتنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اس طرح عید الاضحیہ کی اس تقریب سے مقامی احباب نے روحانی و جسمانی استفادہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کیلئے ...

---

# دو مبلغین کی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے مرکز سے روانگی

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل شاہد اور مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب فاضل ملکانہ مبلغین تکمیل تعلیم کے بعد خدمت سلسلہ کے لئے اس ماہ قادیان سے روانہ ہوتے۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب کا تقرر سرینگر کشمیر اور مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ کا تقرر کرنول آندھرا میں کیا گیا ہے ۲۱ کو مسجد اقصےٰ میں دونوں مبلغین کی کامیابی اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق کے لئے دعا کی گئی۔ بذریعہ اعلان ہذا جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کشمیر و کرنول کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان مبلغین سے ہر طرح تعاون فرما کر ان کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ سر انجام دینے میں ممد ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کا حافظ و ناصر ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

---

# حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کیلئے دعا کی تحریک

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

جیسا کہ دوستوں کو عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد سلمہٗ کی ان رپورٹوں سے پتہ لگ چکا ہے کہ گذشتہ دنوں میں الفضل میں چھپتی رہی ہیں چند دن ہوئے حضور کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ اب خدا کے فضل سے کسی قدر افاقہ ہے مگر ابھی تک پورا افاقہ نہیں اور جو خرابی پیدا ہو گئی تھی اس کا کچھ نہ کچھ بقیہ چل رہا ہے۔ دوست ان ایام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں اور دعا کرتے ہوئے حضور کی عظیم الشان دینی خدمات کو یاد کیا کریں تاکہ دل میں خاص درد اور سوز کی کیفیت پیدا ہو۔

جیسا کہ میں نے اپنے ایک گذشتہ نوٹ میں واضح کیا تھا دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ خلافت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی تھیں مگر ان علامات کے پورا ہونے کے بعد بھی اسباب کی یقیناً ضرورت ہے کہ جماعت کے مخلص دوست کرب و سوز سے خلافت ثانیہ کی غیر معمولی برکات کے لمبا ہونے کیلئے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۰-۴-۶۳

## خطبہ عید الاضحیٰ

# عید الاضحیہ میں تربیت اولاد کے متعلق ایک عظیم الشان سبق

## اپنے ایسے قائمقام پیدا کرو جو اسلام کے جھنڈے کو ہر حالت میں بلند رکھیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۱ رجولائی ۱۹۲۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

### آج کا دن

جہاں ہمارے لئے جہاں اور بہت سے سبق پیش کرتا ہے وہاں اس دن میں آئندہ نسلوں کے متعلق بھی عظیم الشان سبق ہے اگر اس عید کے سبق کو ہماری جماعت یا کوئی ہو جماعت یاد رکھے تو وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہو سکتی درحقیقت تباہی کا موجب یہ امر ہوتا ہے کہ کوئی شخص یا کوئی جماعت اپنی عزت کو اپنے وقار کو اور اپنی روحانیت کو قائم رکھنے کے لئے کوئی اپنا قائمقام نہیں چھوڑتی۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں دنیا کی ہر چیز تباہ ہو رہی ہے۔ اور اگر کسی جنس کے افراد اپنی تباہی سے بعد کوئی اپنا قائمقام نہ چھوڑیں تو اس جنس کا دنیا سے بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے ہر ایک چیز ایک حد تک پہنچ کر پھر اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی اس کا قیام اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ

### اپنے قائمقام

چھوڑ کر اپنی جنس کو قائم رکھے انسان مرتے ہیں۔ اگر وہ بھی اولاد کو اپنا قائم مقام نہ چھوڑ جائیں تو آئندہ انسانی نسل کا دنیا سے خاتمہ ہو جائے۔ درخت اُگتے ہیں پھل لاتے ہیں پھر سوکھ جاتے ہیں۔ اگر نئے درخت ان کی جگہ نہیں اور ان کے قائم مقام نہ بنیں تو ان درختوں کا بالکل وجود ہی مٹ جائے۔ غرض ہر ایک چیز ہم دیکھتے ہیں کہ تباہ ہو رہی ہے اور وہ اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی جب تک کہ وہ اپنا قائم مقام نہ چھوڑے پس اگر کوئی سمجھے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کے ساتھ دنیا میں قائم رہ سکتا ہے تو یہ ایک غلط خیال ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ جب آپؐ اپنے اسی وجود کے ساتھ دنیا میں نہیں رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی تو اور کون شخص کہہ سکتا ہے کہ میں موجودہ حالت کے ساتھ اپنے وجود میں قائم رہ سکتا ہوں۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انیس سو سال سے آسمان پر زندہ سمجھ رکھا تھا مگر ان کے متعلق بھی اس زمانہ کے مرسل [illegible] نے ثابت کر دیا کہ فوت ہو چکے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اگر انبیاء بھی اپنے قائمقاموں کے بغیر اپنے سلسلہ کو قائم نہیں رکھ سکتے تو پھر ہم اپنے قائم مقام بنائے بغیر کیونکر جماعت کو کبھی مستقل طور پر قائم رکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہو کہ موجودہ حالت کے ساتھ ہی انسان یا کوئی دوسرا وجود دنیا میں قائم رہ سکتا ہے تو پھر اس بات کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ ایک انسان مرے اور اس کا بچہ اس کا قائم مقام ہو یا ایک درخت تباہ ہو اور دوسرا درخت اس کا قائمقام قرار پائے۔ یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ کوئی وجود ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہ سکتا اور ہر ایک نوع کا قیام اس کی جنس کے قیام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آم کا درخت فنا ہوتا ہے مگر چونکہ اس کے قائم مقام اور آم کے درخت پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے وہ اپنی نوع میں فنا نہیں ہوتا اسی طرح سنگترے کی بھی نسل [illegible] گیہوں کی جگہ گیہوں۔ چاولوں کی جگہ چاول پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان کا وجود دنیا میں قائم رہتا ہے کیونکہ جب جنس قائم رہتی ہے تو گویا وجود ہی قائم رہتا ہے کسی استاد کے مرنے پر اس کے لائق اور ہوشیار شاگرد کی موجودگی میں کہا جاتا ہے کہ ہمیں استاد کا ایسا لائق اور ہوشیار شاگرد موجود ہے نہیں مرا۔ اسی طرح ہر جماعت کو دین اور روحانیت کی حامل ہو اگر اپنے پیچھے

### ایسی نسلیں چھوڑ جائے

جو دین اور روحانیت کی حامل ہوں تو وہ جماعت بھی زندہ جماعت ہوتی ہے اور ایسی جماعت یا قوم کبھی نہیں مرتی۔

پس اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اسلام کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف یہی طریق ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو عید کے اس دن سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ عید ہمیں ایک پرانا واقعہ یاد دلاتی ہے جو ملت ابراہیمی [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے وہ واقعہ ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے کہ ہماری جماعت کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ اور ہماری آئندہ نسلیں کس طرح ترقی کر سکتی ہیں وہ واقعہ یہ ہے کہ

### حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو خدا تعالیٰ نے رؤیا اور الہام میں یہ حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا اور جدائی کی چھری اس کی گردن پر پھیر دی یعنی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنی بیوی بچے کو ایسے جنگل بیابان میں چھوڑ دیا جہاں نہ غلہ تھا نہ پانی۔ نہ کوئی بازار تھا نہ آبادی کہ کسی آدمی سے مانگ کر ہی کچھ کھانے پینے کو میسر آ سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے الہام پا کر اپنے بیٹے اور اس کی ماں کو مکہ مکرمہ کی زمین میں جو اس وقت بالکل غیر آباد وادی تھی صرف ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلی کھجوروں کی دے کر چھوڑ آئے۔

جب آپ واپس آنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے پوچھا۔ آپ کہاں چلے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام فرط غم کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پھر دریافت کیا کہ اس جنگل میں آپ ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام زبان سے پھر بھی کچھ جواب نہ دے سکے۔ آخر ان کے متواتر پوچھنے پر اشارہ سے انہوں نے یہ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے میں تم کو یہاں چھوڑ چلا ہوں۔ تب

### حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ ہمیں یہاں چھوڑ چلے ہیں تو پھر ہمیں آپ کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ بے شک جائیے خدا تعالیٰ خود ہماری حفاظت کرے گا وہ ہم کو ضائع نہیں ہونے دیگا اور تسلی سے واپس آ گئیں (دراصل یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس اور اس وقت چھ سات برس کی عمر سے زیادہ کے نہ تھے چھوڑ گئیں۔ اس وقت اگرچہ حالت ایسی تھی کہ آدمی کی طرف رنج پہنچتا مگر انہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کا احترام کیا اور اسی کے توکل اور بھروسہ پر اس جنگل بیابان کی رہائش قبول کر لی۔ جہاں نہ کوئی آبادی تھی نہ بازار۔ نہ کوئی کنواں تھا نہ تالاب۔ خیال کا ایک مشکیزہ اور کھجوروں کی ایک تھیلی کیا ہوتی ہے۔ تھوڑے عرصہ میں پانی بھی ختم ہو گیا اور کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ حضرت ہاجرہؓ کو بھی بڑی تکلیف تھی۔ مگر

### بچے کی تکلیف کو دیکھ کر

ماں بے قرار ہو گئیں اور صفا اور مروہ دونوں پہاڑوں پر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر دوڑنا اور اوپر چڑھ کر دیکھنا شروع کیا تا شاید کوئی آتا جاتا قافلہ ہی نظر آ جائے جس سے پانی لے کر بچے کو پلائیں اور خود پئیں۔ جب وہ صفا پر یا مروہ پر چڑھتیں تو ساتھ ہی سر رفعہ یہ بھی کہتیں کہ کوئی خدا کا بندہ ہے جو ہمیں پانی دے اور ساتھ ہی بچے کی حالت کو دیکھ کر اور بھی پریشان ہوتیں جب ان کی گھبراہٹ انتہا کو پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ کے فرشتے نے ان کو بشارت دی کہ ہاجرہ گھبرا نہیں جا تیرے بچے کا سامان خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ بچے کے پاس آئیں تو دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے وہاں پانی کا چشمہ پیدا کر دیا ہے جو آج تک قائم ہے۔ اور زمزم کہلاتا ہے سو انہوں نے بچے کو پانی پلایا اور خود پیا۔ آہستہ آہستہ وہاں آبادی ہو گئی۔ کئی قافلے وہاں سے جو وہاں سے گزرتے تو انہوں نے تجارتی ترقی کے لئے یہ مناسب سمجھا کہ اس چشمے پر پڑاؤ قائم کیا جائے جہاں قافلے آ کر ٹھیرا کریں۔ چنانچہ اسی خیال سے وہ اپنے کچھ آدمی اس چشمہ پر چھوڑ گئے۔ کہ اس سے ساری تجارت میں ترقی ہوئی آخر

### حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کے نتیجہ میں

وہاں بہت بڑی آبادی ہو گئی۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ اور اس تعلق اور محبت کی کچھ پرواہ نہ کی جو ان کو اپنے بچے سے تھی۔ طبعی طور پر بڑھاپے میں جو اولاد ہوتی ہے اس سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بڑھاپے میں آپ کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ان کی نہایت گہری اور شدید محبت تھی مگر خدا تعالیٰ کے لئے انہوں نے اس کو قربان کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو الہام ہوا کہ اے ابراہیمؑ! آسمان کی طرف دیکھ۔ کیا تو آسمان کے ان ستاروں کو گن سکتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میری طاقت سے باہر ہے کہ میں آسمان کے ستاروں کو گن سکوں تب خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیمؑ ہم نے تیری قربانی کو دیکھا۔ اب ہم تیری اس قربانی کے بدلے تیری اولاد کو اس قدر بڑھائیں گے کہ جس طرح آسمان کے ستاروں کو کوئی گن نہیں سکتا اسی طرح تیری اولاد کو بھی کوئی گن نہیں سکے گا چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس وعدہ الہٰی کے مطابق

### حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

کو اتنی کثرت ہوئی ہے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کونسی قوم ان کی اولاد میں سے نہیں۔ تمام دنیا کے لوگوں میں ان کا خون مل گیا ہے اور تمام دنیا ان کی ممنون ہے۔ سینکڑوں قومیں ہیں جو ان کی اولاد میں سے ہونے کی مدعی ہیں۔ مثلاً قریشی ہیں تو وہ اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہودیوں کا تو دعویٰ ہی ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ عیسائی بھی انہیں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپؑ کی نسل میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو تعداد کے لحاظ سے اور عزت کے لحاظ سے اس قدر بڑھایا کہ تمام بڑے بڑے مذاہب انہی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور انکی بہت بڑی عزت کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے ہمیں

### یہ سبق ملتا ہے

کہ اگر کوئی اپنی اولاد کو بڑھانا چاہے تو وہ پہلے اپنی اولاد کو اسی طرح قربان کرے جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کو قربان کیا اور انہوں نے صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ہی قربانی نہیں کی۔ بلکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بھی قربانی کی۔ جن کی ایسی تربیت کی کہ بڑے ہو کر بھی خدا تعالیٰ کے نبی بنے۔

اور یہ صاف بات ہے کہ جتنا بڑا کوئی انسان ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے اس مرتبہ تک پہنچنے کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں بیٹوں کے متعلق قربانی کی خدا تعالیٰ نے اس قربانی کے بدلے ان کی اولاد کو بے نظیر ترقی دی اگر تم چاہتے ہو کہ

## تمہاری اولاد ترقی کرے

تو تم بھی اپنی اولاد کو قربان کرو۔ ان سے ایسی محبت نہ کرو جو تم کو ان کی اصلاح اور علوم کے سکھانے سے باز رکھے اور تم ان کی نگرانی چھوڑ دو۔ اگر تمہیں یہ خواہش ہے کہ تمہاری نسل بڑھے اور ترقی کرے تو بجائے ان کے آرام و آسائش کی فکر کے ان کی روحانی تربیت کرنی چاہیئے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی اسی طرح ترقی کرے اور آسمان کے ستاروں کی طرح گنی نہ جا سکے تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کو بچپن میں آوارہ، آرام طلب، کاہل اور سست نہ بنائیں بلکہ ان کے اعمال اور اخلاق کی پوری پوری نگرانی کریں۔ خیال کرو

## حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کے بچپن کی زندگی کس طرح گذری اور انہوں نے کس قدر مشقت اٹھائی۔ انہیں تو خوراک حاصل کرنے کے لئے جنگلوں میں پھرنا اور شکار کر کے پیٹ پالنا پڑتا تھا۔ شکار بندھے ہوئے جانور کا تو کیا نہیں جاتا۔ آگے ادھر کلکتہ آتے ہیں جب کہ بندوقیں ہیں۔ بہت دفعہ لوگ شکار کو جاتے ہیں اور خالی ہاتھ واپس آجاتے ہیں لیکن اس زمانہ میں تو تیر اور نیزے کے ساتھ شکار کیا جاتا تھا۔ اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ کتنی دفعہ ان کو خالی واپس آنا پڑتا ہوگا۔ اور کتنے فاقے کاٹتے ہوں گے۔ مگر یہ سب کچھ انہوں نے خدا تعالیٰ کے لئے برداشت کیا اور خدا تعالیٰ نے ان کو نبوت کے مرتبے پر پہنچایا۔ انہی قربانیوں کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کی نسل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے اولوالعزم رسول پیدا ہوئے۔

پھر

## رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے بھی کتنی مشقت اٹھائی۔ ابھی آپ ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے پھر ابھی اڑھائی سال کے تھے کہ والدہ کا سایہ بھی آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ پھر دادا پرورش کرنے لگے۔ لیکن ابھی سات ہی برس کے تھے کہ وہ بھی رحلت کر گئے۔ پھر چچا آپ کے متکفل ہوئے۔ غرض آپ کی یہ زندگی آرام میں نہیں گذری بلکہ قسم قسم کی تکلیفوں اور مشقتوں میں آپ کا گذر ہوتا رہا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ آپ کی چچی جس وقت بچوں میں کوئی چیز تقسیم کرنے لگتی تو سب بچے ان کے گرد جمع ہو جاتے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الگ کونے میں خاموش بیٹھے رہتے جب سب بچے لے چکتے تو پھر وہ ان کو بھی حصہ دیتیں۔ گو وہ محبت سے ان کی پرورش کرتی تھیں اور آپ کو عزیز رکھتی تھیں مگر جو خوشی بچے کو اپنے گھر میں ہو سکتی ہے وہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جو تعلق بچے کو اپنے ماں باپ سے ہوتا ہے۔ اور جو ناز وہ ان پر کرتا ہے خواہ دوسرا کتنا ہی محبت کرے بچہ اس سے نہیں کر سکتا۔ بے شک یہ بات بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

### اپنے وقار کی وجہ سے

خاموش بیٹھے رہتے تھے مگر یہ بات بھی تو ہے کہ آپ اس بات کو بھی طبعاً محسوس کرتے تھے کہ ان کا یہ رشتہ وہ رشتہ نہیں جو ماں باپ کا ہوتا ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی خدا تعالیٰ نے بامشقت بنانے کے لئے اس قسم کے سامان پیدا کر دیئے جن میں سے آپ کو گذرنا پڑا۔

پس میں اپنی جماعت کو

## نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ اور اس عید سے سبق سیکھے۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کو شوکت حاصل ہو۔ اور آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کی عیدیں ختم نہ ہوں تو آپ اپنے بچوں کو قربان کریں۔ اور دنیا کی ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ وہ دین اور اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لئے کسی تکلیف اور مشقت سے خوف نہ کھائیں۔ اگر اس عید سے آپ لوگ یہ سبق سیکھ لیں تو آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کی عیدیں ختم نہ ہوں گی۔

غرض یہ

## عید ہمیں یہ سبق سکھلاتی ہے

کہ اگر ہم اپنی اولاد کو صحیح معنوں میں قربان کریں تو ہماری اولاد اتنی بڑھے گی۔ جتنے آسمان کے ستارے۔ پس اگر کوئی شخص محبت خدا تعالیٰ اور رسول سے رکھتا ہے اور اگر اس کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ سے بلکہ اگر اس کو انسانیت سے بھی کچھ انس ہے تو بچپن میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ جہاں تم اپنے بچوں کو لالچ، طمع، حرص، چوری اور جھوٹ جیسی بداخلاقیوں سے بچاؤ وہاں بچوں کو بھی ان کا عادی نہ ہو۔ نے دو۔ اور ان کی پوری پوری نگرانی کرو۔ دین کی اور سلسلہ کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کرو۔ ان سے بےجا محبت کر کے اعلیٰ اخلاق کے سیکھنے سے ان کو محروم نہ رکھو۔ تا وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ بلکہ دنیا میں ایک بہت بڑی قوم وہ مثل بنیں۔

(الفضل مورخہ یکم مئی ۱۹۶۳ء)

# موسے ابنی مائینز میں

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت پیشوایان مذاہب کے کامیاب جلسے

از محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مقیم کلکتہ

ناچیز راقم جماعت احمدیہ موسے بنی کی درخواست پر مورخہ $\frac{3}{63}$ ۲۹ کو دن کی گاڑی پر کلکتہ سے روانہ ہوا۔ ساڑھے تین بجے بعد دوپہر کے قریب گھاٹ سیلا پہنچا۔ اور پھر بذریعہ بس شام تک موسے بنی پہنچ گیا۔

جماعت کے پاس جلسہ گاہ کے لئے اپنی مسجد سے ملحقہ بہت اچھا مکان ہے۔ جس میں شامیانہ لگایا گیا۔ کرسیوں اور بنچوں کے ذریعہ نشستوں کا انتظام کیا گیا۔ اور بذریعہ منادی، اشتہارات اچھی طرح اعلان کروا دیا گیا۔

۳۰ مارچ کو پانچ بجے شام کے وقت جلسہ شروع ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ لیبر آفیسر صدر تھے۔ جلسہ کا موضوع تھا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تقریباً $\frac{20}{25}$ منٹ تک محسن خان صاحب نے تقریر کی۔

ازاں بعد ناچیز راقم کی تقریر شروع ہوئی جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ حاضرین پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سماعت فرماتے رہے۔ غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد تو شریک جلسہ تھی ہی۔ غیر احمدی مسلمان بھی اچھی تعداد میں شامل ہوئے۔ حالانکہ یہاں یہ لوگ بالعموم دور دور رہتے ہیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ پولیس افسران اور سی۔ آئی۔ ڈی والوں نے بعد جلسہ کافی دیر تک ہمارے ساتھ مزید بات چیت کی۔ اور خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھا اثر لیا۔

دوسرے دن اتوار تھا۔ اسلئے حاضری اور بھی زیادہ تھی اور موضوع بھی سیرۃ پیشوایان مذاہب تھا۔ آج ویلفیئر آفیسر صدر تھے۔ سکھ مقرر نے عین وقت پر معذرت کر دی۔ اس لئے حضرت بابا نانک کی لائف پر مجھے بولنا پڑا۔ مولوی محسن خان صاحب نے حضرت کرشن جی پر تقریر کی۔ تین اور غیر مسلم مقرر بھی تھے۔ یعنی عیسائی اور ہندو وغیرہ۔ میری تقریر عین درمیان میں تھی۔ اور مضمون پیشوایان مذاہب تھا۔ چنانچہ میں نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت کرشن علیہ السلام، رامچندر جی اور مہاتما بدھ وغیرہ بزرگوں کے بارہ میں اظہار خیال کیا۔ میری تقریباً دو گھنٹہ کی تقریر پوری توجہ اور انہماک سے لوگوں نے سماعت کی۔ اور بفضل تعالیٰ بہت ہی اچھا اثر لیا۔

" اگلے روز دن بھر ہم زبان خلق نقارہ خدا سنتے رہے، تمام آبادی ہمارے کامیاب جلسوں کی تعریف میں رطب اللسان تھی۔ یہاں تک کہ کہتے تھے یہ لوگ ہیں جو اپنے اقتدار کے وقت سب کو ایک آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور خدا کی نیابت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

یکم اپریل شام کو ایک دوست کے مکان پر تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں ناچیز راقم نے سورۃ والعصر کی تفسیر بیان کی۔ اور اس زندگی کی ناپائیداری اور نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری کے بارہ میں تفصیل سے بیان کی۔

بحمد اللہ کہ یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا فرمائے

آمین ثم آمین۔

# ایک درویش بھائی کو شدید صدمہ

اور

## دعائے نعم البدل کی درخواست

قادیان۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب آف گھنوکے جو درویش قادیان ہو ایک لمبے عرصے سلسلہ تبلیغ علاقہ یو۔پی میں متعین ہیں اور ان دنوں لکھنؤ میں مقیم تھے۔ بڑی جدوجہد اور لمبے صبر کے بعد امسال ہی میں ان کا پاسپورٹ بنا۔ وہ مع اہل و عیال (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) عید سے چند روز قبل قادیان تشریف لائے تا بعد عید الاضحیہ اپنے رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے پاکپور (مشرقی پاکستان) جا سکیں۔ لیکن عین عید سے دو روز قبل اُن کا نو دس ماہ کا شیر خوار بچہ مختصر سی علالت کے بعد وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مکرم مولوی صاحب اور ان کی اہلیہ کے لئے یہ صدمہ بڑا بھاری تھا۔ مگر دونوں نے بڑے صبر اور ایمانی طاقت کے ساتھ اسے برداشت کیا اور رضا بالقضا کا نمونہ دکھایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو اور ان کی اہلیہ کو مزید صبر جمیل کی توفیق دے اور اپنے فضل سے نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

# کیننانور میں جماعتہائے احمدیہ کیرالہ کی کامیاب سالانہ کانفرنس

(از مکرم محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ انچارج کیننانور)

بوساطت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

صوبہ کی تمام جماعتہائے احمدیہ کیرالہ کی جانب سے سالانہ کانفرنس کیننانور میں بتاریخ ۲۰ اور ۲۱ اپریل بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوئی۔ کیننانور کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ کیرالہ میں احمدیت کا بیج سب سے پہلے اسی شہر میں بویا گیا۔ اور جماعت کو ملیا میٹ کرنے اور اس بستی سے نیست و نابود کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ جماعت کو نہ صرف کیننانور میں پھیلایا بلکہ سارے کیرالہ کے مختلف مقامات میں جماعت احمدیہ کی شاخیں قائم کیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی روحانی فتح کا یہ ثبوت ہے کہ کیننانور میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے کیرالہ کے مختلف اطراف سے مخلصین احمدیت کثیر تعداد میں پروانہ وار جمع ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کانفرنس نہایت ہی شان و شوکت سے منائی گئی ہے۔ اس کانفرنس کا افتتاح کرنے کیلئے حیدرآباد سے مکرم سید جعفر حسین صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کو اور تقریر کرنے کے لئے مدراس سے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی۔ مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر "آزاد نوجوان" کو اور حیدرآباد سے خاکسار کو دعوت دی گئی۔

یہ کانفرنس کیننانور میونسپل ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی پورا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ہال کے باہر بھی لوگوں کا ہجوم تھا۔ پہلے دن کے جلسہ کی کارروائی ٹھیک پانچ بجے زیر صدارت مکرم جناب پی عبدالرحیم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل شروع ہوئی۔ مکرم جناب مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت اور مکرم پی محی الدین صاحب کی نظم کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے پریذیڈنٹ جناب این عبدالقادر صاحب نے تمام معززین و سامعین کا خیر مقدم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کرایا اور بتایا کہ جس شہر سے احمدیت کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ اسی شہر میں اتنے بڑے اور وسیع پیمانہ پر اس کانفرنس کا انعقاد صداقت احمدیت کا عظیم الشان نشان ہے۔

اس کے بعد مکرم سید جعفر حسین صاحب نے اردو زبان میں اپنی افتتاحی تقریر شروع فرمائی۔ جس میں آپ نے قیام احمدیت کا مقصد بتانے کے بعد فرمایا کہ آج اسلام کی تبلیغی حالت نازک ہے۔ اس کی ترقی کے لئے آج ابراہیمی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور یہ قربانیاں صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اور آج مشرقی و مغربی ممالک میں اور مرکز دہریت و عیسائیت کے مراکز میں اسلام کی آواز بلند کرنے والی کوئی تنظیم موجود ہے۔ تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اس تقریر کا خاکسار نے ملیالم زبان میں ترجمہ سنایا۔

اس تقریر کے بعد مکرم ایم عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر "ستیہ دوتن" نے زیر عنوان "اسلام اور معقولیت" (Islam & Rationalism) ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے مذہب اور معقولیت کی علیحدہ علیحدہ تعریف کرنے کے بعد بتایا کہ مذہب کے متعلق یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ دقیانوسی خیالات کا مرکب ہے۔ جس میں عقل کو کوئی دخل نہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ اسلام اپنے مخالفین کو عقل و تدبر کے ذریعہ اسلام کو پہچاننے کا چیلنج دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد مقامات میں افلا تعقلون۔ افلا یتدبرون، افلا تتفکرون وغیرہ فقرات کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو مذہب کے بارے میں عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اہل معقولیت بھی اب یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ خدا کو اپنی عقل کے ذریعہ انسان پہچان نہ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور عقل پرست Thomas Paine اپنی کتاب Age of Reason میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ اس کے بعد مقرر صاحب نے اس عقل خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو کے ماتحت عمدہ پیرائے میں بعض باتیں بتائیں اور قابل مقرر کی یہ پُر مغز تقریر نہایت توجہ سے سُنی گئی۔

دوسری تقریر مکرم شمس الدین صاحب کی تھی۔ آپ نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر ۴۵ منٹ تک تقریر کی۔ جس میں امن عالم قائم کرنے کے لئے اسلام کی طرف سے پیش کردہ تمام اصولوں کی وضاحت فرمائی۔

## اسلام اور قومی یکجہتی

تیسری تقریر مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج صوبہ مدراس کی زیر عنوان "اسلام اور قومی یکجہتی" تھی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قومی یکجہتی کے لئے اسلام کی طرف سے پیش کردہ دس اصولوں کو بیان فرمایا۔ آپ نے وزیر اعظم جواہر لال نہرو جی کی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان مختلف مذاہب اور لوگوں کا وطن ہے جہاں سب کو حقوق ایک جیسے حاصل ہیں۔ اور سب کو برابری کا درجہ ہے۔ جو اس بات کے خلاف کوئی تحریک کرتا ہے وہ اپنے ملک کے خلاف غداری کرتا ہے۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے قومی ہم آہنگی کے قیام کے لئے پیش کردہ اصولوں کو بیان فرمایا۔

محترم مولانا صاحب کی تقریر کا مولوی احمد رشید صاحب نے ملیالم زبان کا ترجمہ سنایا۔

## اسلام اور پیشوایان مذاہب

آخری تقریر محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل انچارج مبلغ صوبہ کیرالہ کی تھی۔ آپ نے "اسلام اور پیشوایان مذاہب" کے عنوان پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ ایک احمدی جس ملک میں بھی جاتا ہے وہ اس ملک میں پیدا شدہ اوتار یا انبیاء کی تصدیق کرتا ہے۔ اس طرح اس اہل ملک کے دوش بدوش کھڑے ہو کر اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے اور تمام دنیا کو اسی طرح ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرنے میں وہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قرآن کریم نے انبیاء کے انکار کرنے والوں کا نام کافر رکھا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اس کے بالکل برعکس بات نظر آتی ہے۔ یعنی انبیاء پر ایمان لانے والوں کو کافر کہا جاتا ہے۔ جب احمدی یہ کہتا ہے کہ ہم کرشن جی مہاراج رام چندر جی گرو نانک جی بدھ اور زرتشت وغیرہ کو خدا کے سچے اوتار مانتے ہیں تو اس ماننے کے نتیجہ میں ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے۔

محترم مولوی صاحب کی یہ فاضلانہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

آخر میں صدر محترم کی تقریر ہوئی۔ بعدہٗ یہ جلسہ ٹھیک ۱۰ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

## جلسے کا دوسرا دن

احمدیہ کانفرنس کا دوسرا اجلاس زیر صدارت محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل ٹھیک ساڑھے پانچ بجے ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا تلاوت اور نظم کے بعد مکرم جناب ابو حامد صاحب نے محترم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے فرمایا کہ مالابار کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اسلام کی آواز سب سے پہلے مالابار سے نکلی تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں اشاعت و تبلیغ کا تمام دارومدار تقدیر الٰہی پر مبنی تھا جس کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ سارے ہندوستان میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اس سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض حواری مالابار کے ساحل پر آئے جن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مقامی لوگ مذہب کی طرف راجع ہوئے اور ہمارے اس زمانہ میں کچھ بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے اسی ساحل مالابار سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے شاندار سامان ہوں۔

اس پیغام کے بعد سب سے پہلی تقریر خاکسار کی بعنوان "معمولات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" ہوئی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض مختصراً بیان کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کے عقائد۔ حضرت احمد علیہ السلام کے دعاوی۔ آپ کے کارنامے ہندو مسلم اتحاد کے لئے آپ کی کوششیں اور تجویزیں اور دیگر اخلاقی نصائح پر مشتمل ملفوظات ملیالم میں سنائے۔

دوسری تقریر مکرم محمد صالح صاحب ارگنائزر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عنوان پر ہوئی۔ موصوف جماعت احمدیہ کے ایک نامور مقررین میں سے ایک ہیں۔ آپ نے اپنی جوش و بیانی کے ذریعہ تمام سامعین کو مسحور کر لیا۔ موصوف نے مسلمانوں کی موجودہ گراوٹ کن حالات آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں حضرت احمد علیہ السلام کی آمد۔ آپ کے کارنامے وفات مسیح علیہ السلام اجرائے نبوت وغیرہ مختلف مسائل پر نہایت ہی عمدہ طور پر روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر مکرم محمد کریم اللہ صاحب (نوجوان مدراس) کی تھی۔ آپ نے Beauties of Islam کے موضوع پر انگریزی زبان میں ایک پُر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کی۔ آپ نے اسلام کی بہت ساری خصوصیات بیان کر کے آخر میں احمدیت کو اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت اور خوبصورتی کے طور پر پیش کیا۔

یہ جلسہ ٹھیک ایک گھنٹہ تک جاری رہا اس کے بعد محترم صدر صاحب کی صدارتی تقریر ہوئی۔ اس طرح یہ کانفرنس نہایت ہی کامیابی اور شان و شوکت سے اختتام پذیر ہوئی۔ اور ہر احمدی جلسہ گاہ سے اس کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہوا۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل [illegible] ہے کہ امید سے بڑھ کر دو دن کے یہ جلسے کامیاب رہے۔ کیرالہ کے مختلف اطراف سے کثیر تعداد میں [illegible] نے [illegible] میں شرکت کی۔ ان تمام مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کانفرنس کمیٹی کی طرف سے تھا۔

تین دن دونوں وقت نہایت ہی تسلی بخش طور پر ایک تنظیم کے تحت تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا رہا یہ انتظام جلسہ سالانہ قادیان کی یاد تازہ کرنے والا تھا۔

**بک سٹال** ٹاؤن ہال کے باہر ایک خوبصورت بک سٹال کرایہ پر لیا گیا اور اسے خوب ماٹوؤں اور دیگر خوشنما پوسٹروں سے اچھی طرح سجایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ سٹال کے سامنے دنیا کا ایک بہت بڑا نقشہ رکھا گیا جس میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ قائم شدہ تمام تبلیغی مشنز دکھائے گئے تھے۔

اس خوبصورت اور جاذب نظر بک سٹال کے سامنے دونوں دن ہر وقت کتابیں خریدنے والوں کا ایک ہجوم رہتا تھا۔ اس طرح انفرادی تبلیغ کا بھی موقع میسر آتا تھا۔ صرف دو دن میں -/۲۵۰ (اڑھائی صد روپے) کی کتابیں فروخت ہونا بک سٹال کی عظیم الشان کامیابی پر دلیل ہے۔

**تربیتی اجلاس** مورخہ ۲۱ راپریل صبح ۱۱ بجے احمدیہ مسجد کینانور میں محترم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے مجلس خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور تمام احمدیوں کو عموماً مخاطب کرتے ہوئے ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی جس میں آپ نے مختلف تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔

**بیعتیں** اس موقعہ پر چند افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک عیسائی تھے۔ بعد میں اسلام قبول کیا تھا اور اس طرح احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

## احمدیہ کانفرنس کا پریس میں ذکر

صوبہ کیرالہ سے شائع ہونے والے کم و بیش تمام اخبارات نے اس کانفرنس کی رپورٹ جلی حروف میں "احمدیہ مسلم سٹیٹ کانفرنس۔ احمدیت کا نصب العین حقیقی اسلام کی اشاعت ہے۔ پیشوایان مذاہب کا احترام" وغیرہ عنوانوں میں شائع کی۔ ان اخبارات میں ماتروبھومی۔ منورما۔ سُدرشن۔ جن مُتنی۔ ایکسپریس Cerala Kaumudi قابل ذکر ہیں۔ ان اخبارات میں سے مورخہ ۲۳ر اپریل کے سُدرشن (Sudarshanam) میں شائع شدہ رپورٹ مندرجہ ذیل ہے

"مذاہب کے مابین تنازع غیر ضروری"

احمدیہ کانفرنس کی اپیل

کینانور ۲۲ راپریل مقامی ٹاؤن ہال میں کل اور پرسوں منعقدہ آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس نے عوام الناس کو اپیل کی کہ وہ مذاہب کے مابین پیدا شدہ تمام تنازعات سے دور رہیں اور تمام مذاہب کے درمیان اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اسطرح ایک بین الاقوامی اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔

اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے مکرم ایم حامد صاحب جو کہ ایک طویل عرصہ تک رسالہ ستیا دوتن کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ کی قیادت میں ایک استقبالیہ کمیٹی ترتیب دی گئی۔ کیرلہ کے مختلف مقامات سے جماعت احمدیہ کے تین صد کے قریب نمائندوں نے شرکت کی۔ مدراس اور حیدر آباد سے معززین مدعو تھے سری سید جعفر حسین صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی نے کانفرنس کا افتتاح فرمایا جس میں آپ نے بتایا کہ اُمت محمدیہ کی بہبودی اور نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود بنا کر حضرت مرزا غلام احمد القادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا آج اس سلسلہ کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔

پہلے جلسہ کی صدارت مکرم ایم۔ عبد الرحیم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل نے فرمائی سری ایم عبد الرحیم صاحب (ایڈیٹر ستیہ دوتن) جو کہ احمدیت ایک پُر جوش سپاہی ہیں۔ اسلام اور معقولیت کے عنوان پر تقریر کی۔ اسکے علاوہ کے۔ یو شمس الدین مولوی شریف احمد صاحب امینی (مدراس) مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے بھی علی الترتیب اسلام اور امن، اسلام اور قومی یکجہتی اور اسلام اور پیشوایان مذاہب کے عنوانوں پر تقریر کی۔

دوسرے دن کے جلسہ کے صدر مولوی عبد اللہ صاحب تھے۔ اس جلسہ میں مولوی محمد صاحب جو کہ کینانور کے باشندے اور حیدر آباد میں سلسلہ کے مبلغ ہیں اور محمد کریم اللہ صاحب (نوجوان ادارہ سے۔ ایم۔ صالح صاحب نے تقریر کی۔ جلسہ کے باہر احمدیہ مشن کی طرف سے شائع کردہ لٹریچر اور کتابوں کی خوب اشاعت اور فروخت ہوئی۔ احمدیہ جماعت کے روحانی مرکز قادیان سے ارسال کردہ ایک پیغام بھی جلسہ میں سنایا گیا۔

**دیگر تبلیغی جلسے** مورخہ ۲۲ راپریل بروز سوموار بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد کینانور کے سامنے زیر صدارت محترم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ کو ٹیوب لائیٹوں اور جھنڈیوں سے خوب سجایا گیا۔ مستورات کے لئے مسجد کے بالاخانہ میں انتظام کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلے مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک گھنٹہ تک جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں دلنشین پیرائے میں تقریر کرتے ہوئے تمام سامعین کو دعوت فکر دی۔ اس تقریر کا جو کہ کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ ترجمہ خاکسار نے سنایا۔ دوسری تقریر سید جعفر حسین صاحب کی تھی۔ آپ نے اپنی قبول احمدیت کی تفصیل سناتے ہوئے بعض ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا۔ اس تقریر کا ترجمہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب نے سنایا۔ صدارتی تقریر کے بعد یہ جلسہ ٹھیک گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں غیر احمدیوں کی حاضری تسلی بخش تھی اور مستورات بھی بالاخانہ میں بھری ہوئی تھیں۔ بعض مستورات پانچ پانچ دس دس دور واقع مقامات مثلاً کروالی۔ کڈلائی وغیرہ مقامات سے محض جلسہ میں شمولیت کی خاطر تشریف لائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت دے اور ان کی اس نیکی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

**پینگاڈی اور کالیکٹ میں جلسے** مورخہ ۲۳ر بروز منگل احمدیہ مسجد پینگاڈی کے سامنے ایک تبلیغی جلسہ کو مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم سید جعفر حسین صاحب نے مخاطب فرمایا۔ ان ہر دو تقاریر کا ترجمہ مکرم مولوی ابو الوفا صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ اور مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے سنایا۔

مورخہ ۲۴ر بروز بدھ احمدیہ مسجد کالیکٹ میں بھی ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت بھی مولوی عبد اللہ صاحب نے کی۔ اس میں مکرم مولوی امینی صاحب اور مکرم سید جعفر حسین صاحب نے تقریر فرمائی۔ ان تقریروں کا ترجمہ مولوی محمد ابو الوفا صاحب ساتھ ساتھ سناتے رہے۔

جملہ مذکورہ جلسوں میں غیر احمدی احباب کثیر تعداد میں حاضر ہوئے تھے۔ دوسرے دن خاکسار اور سید جعفر حسین صاحب حیدر آباد کے لئے اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی محمد ابو الوفا کے ساتھ کرناٹک کے لئے روانہ ہوئے۔

---

# "باؔنی" خاندان کی وجہ تسمیہ اور سلسلہ کیساتھ گہرا تعلق

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر اور جماعت احمدیہ کلکتہ کے مخلص اور مخیر دوست محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ "بانی" کی نسبت کے متعلق بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ حسن اتفاق سے پچھلے دنوں محترم سیٹھ صاحب قادیان میں تشریف لائے تھے اور ہماری درخواست پر محترم سیٹھ صاحب نے اس کی جو زبانی وضاحت فرمائی دریافت کرنے والے احباب کی واقفیت کے لئے درج ذیل ہے:۔

محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے والد بزرگوار حاجی سلطان محمود صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ (پاکستان) کے رہنے والے اور خوجہ برادری کے با رسوخ فرد تھے۔ ابتدائی دنوں میں چنیوٹ میں میونسپل بورڈ کی طرف سے جاری کردہ صرف ایک ہی مڈل سکول تھا۔ شہر کی بیشتر آبادی مسلمان تھی مسلمانوں کی تعلیم کی خاطر ایک علیحدہ سکول جاری کرنے کی طرف آپ کو توجہ پیدا ہوئی چنانچہ جلد ہی آپ نے اسلامیہ سکول کی بنیاد رکھی اور اس کے سارے ابتدائی اخراجات خود اپنی گرہ سے برداشت کئے۔ جب سکول اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا تو چنیوٹ کی خوجہ برادری نے انجمن اسلامیہ چنیوٹ بنا کر سکول کا انتظام اس انجمن کے سپرد کر دیا۔ حاجی صاحب موصوف نے ۱۹۱۱ء میں انتقال فرمایا۔ موصوف کی وفات پر انجمن اسلامیہ چنیوٹ نے اسلامیہ سکول کی عمارت میں ایک خاص کمرہ تعمیر کیا اور یادگار کے طور پر محترم سیٹھ صاحب کے والد بزرگوار کے نام پر اس کا نام "محمود منزل" رکھ گیا۔

الغرض اسلامیہ سکول چنیوٹ کی بنا اور اجراء محترم سیٹھ صاحب کے والد حاجی سلطان محمود صاحب کے ذریعہ ہوا۔ اس لئے اس مناسبت سے آپ کے سارے خاندان کو "بانی" کہا جاتا ہے۔ یعنی "بانیٔ اسلامیہ سکول کا خاندان" اور اب یہ سکول اسلامیہ کالج بن چکا ہے۔

اس موقعہ پر سیٹھ صاحب نے بتایا کہ آپ کے والد صاحب احمدی نہیں تھے۔ اور محترم سیٹھ صاحب کو احمدیت کی نعمت آپ کے چچا محترم حاجی تاج محمود صاحب (والد ماجد حضرت شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی مرحوم درویش قادیان) کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ آپ نے ۱۹۱۸ء میں بیعت کی۔ اس سال چونکہ جلسہ سالانہ بجائے دسمبر میں منعقد ہونے کے اگلے سال ۱۹۱۹ء کے ماہ مارچ میں ہوا تھا اس لئے اسی موقعہ پر آپ بھی قادیان تشریف لائے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے بھی ۱۹۲۱ء میں بیعت کر لی۔ اسی طرح آپ کے چھوٹے بھائی محترم میاں محمد یوسف صاحب آف کلکتہ اور دونوں بہنیں بھی بفضلہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کے مخلص افراد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضلوں برکتوں سے بڑھ چڑھ کر نوازتا رہے۔ اور ان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہو اور ان کی جملہ نیک خواہشات اور نیک ارادے پورے ہوں۔ اور دونوں قسم کی روحانی و جسمانی نعمتوں سے وافر حصہ پائیں۔ آمین۔

# آئیوری کوسٹ (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

## ۹ افراد کا قبولِ اسلام۔ تبلیغی اجلاس۔ ملاقاتیں اور لٹریچر کی تقسیم

مکرم قریشی مقبول احمد صاحب بتوسط وکالت تبشیر ربوہ

### تبلیغی اجلاس

عرصہ زیر رپورٹ میں بارہ تبلیغی اجلاس منعقد کئے گئے۔ جن میں نہ صرف احمدی احباب ہی نے شمولیت اختیار کی۔ بلکہ ان کے ساتھ دیگر احباب بھی آتے رہے۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ سلسلہ بہت مفید رہا۔ ان جلسوں میں احباب کو سوالات کا موقعہ بھی دیا جاتا رہا۔

### انفرادی تبلیغ

آبی جان کے مختلف محلوں میں احمدیوں کے واقف احباب کے گھروں میں باقاعدہ ہر ہفتہ جانے کا اہتمام کیا گیا۔ اور اس طرح انفرادی طور پر احباب کو احمدیت اور حقیقی اسلام سے آگاہ کیا گیا۔ اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ اور بعض کو فرنچ یا عربی یا انگلش لٹریچر مطالعہ کیلئے دیا گیا۔

### زائرین

متعدد احباب مشن ہاؤس ملاقات کے لئے آتے رہے جن کو جماعت احمدیہ کی دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی مساعی سے اور جماعت احمدیہ کے عقائد سے مطلع کیا جاتا رہا۔ زائرین احباب میں سکول کے ڈائریکٹر، عربی دان علماء بھی شامل ہیں۔ انہیں لٹریچر بھی دیا جاتا رہا۔

### مقامی کالج میں مسلمان طلباء کو دینی معلومات

ایک مقامی کالج میں نوّے کے قریب مسلمان طالب علم تعلیم پا رہے ہیں۔ ان کو دینی معلومات بہم پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ ہفتہ میں ایک دن دو گھنٹہ کے لئے باقاعدہ کسی ایک موضوع پر معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ ان کے عربی زبان پڑھنے کے شوق کے مدنظر ابتدائی عربی اسباق پڑھانے شروع کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے طلباء خوب دلچسپی لے رہے ہیں۔ نہ صرف عربی زبان سیکھنے کی خواہش ہے۔ بلکہ دینی معلومات حاصل کرنے کا بھی اشتیاق ہے۔ تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

### تعلیم

بعض احمدی دوست روزانہ بعد نماز عشاء یسرنا القرآن پڑھتے ہیں۔ اور بعض قرآن مجید ناظرہ پڑھ رہے ہیں۔ اور اسی طرح علاوہ اپنے دنیوی اشغال و مصروفیات کے اللہ تعالےٰ کے کلام کو سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

### بذریعہ پریس

عرصہ زیر رپورٹ میں دو دفعہ یہاں کے واحد روزنامہ "آبی جان ماتیں" میں خاکسار کے ارسال کردہ مضمون شائع ہوئے۔ اور اس طرح پریس کے ذریعہ ملک کے احباب کو اسلامی نقطۂ نظر سے آگاہ کرنے کی توفیق ملی۔ ایک کرسمس کے موقعہ پر میرا مضمون شائع ہوا۔ دوسرا ۲۸ جنوری کے پرچہ میں رمضان المبارک کے مسائل اور فوائد پر مشتمل ایک لمبا مضمون شائع ہوا۔

### رمضان المبارک

آئیوری کوسٹ میں ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء کو رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہوا۔ اس دوران میں نماز عشاء کے بعد تراویح پڑھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اور بعد میں مختصر درس حدیث بھی دیا جاتا رہا۔

### چندہ جات تحریک جدید و مسجد سوئٹزرلینڈ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے امسال گزشتہ سال کی نسبت سے چندوں میں بھی احباب نے زیادہ شوق سے حصہ لیا۔ چنانچہ علاوہ چندہ عام کے چندہ تحریک جدید میں بعض احباب نے ۵۰۴ فرانک ادا کرنے کے وعدہ کر کے ادا بھی کر دیئے ہیں۔ اسی طرح مسجد سوئٹزرلینڈ کے لئے ۹۵۰۰ کے وعدہ جات ہوئے۔ جن میں سے ۵۸۵ اس وقت تک ادا ہو چکے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہاں کے احباب کو اسلام کی تعلیم پر عمدہ نمونہ پیش کرنے اور عمل کرنے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے اندر قربانی کی روح پیدا فرمائے۔

### بیعت

عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۹ دوستوں نے بیعت کر کے اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اور دیگر سب احمدی احباب کو استقامت بخشے۔ اور صحیح طور پر اسلام کا خادم بننے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

—— بقیہ ——

دار الافتاء ربوہ

# چند سوال اور ان کے جواب

مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دار الافتاء

**سوال:** پندرہ شعبان کو جو شب برات منائی جاتی ہے۔ اس کے بارہ میں شریعت کی ہدایت کیا ہے؟

**جواب:** آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے خلفاءؓ نے کبھی اس طرح پر شب برات نہیں منائی جس طرح آجکل رواج ہے اور نہ ہی کسی خاص اہتمام سے اس رات عبادت کرنے کا صحابہؓ کے زمانہ میں کوئی رواج تھا البتہ ایک حدیث میں جو سند کے لحاظ سے قابل ضعیف ہے۔ آتا ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا کانت لیلۃ نصف
شعبان فقوموا لیلھا
وصوموا یومھا۔ فان
اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل
فیھا لغروب الشمس
الا من مستغفر فاغفرلہ
الا من مبتل فاعافیہ

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان میں دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو جاگ کر نوافل پڑھے جائیں۔ کیونکہ اس رات اللہ تعالےٰ آسمانی دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کوئی ہے بخشش مانگنے والا کہ میں اسے بخشوں کوئی ہے رزق مانگنے والا کہ میں اسے رزق دوں کوئی ہے مصیبت زدہ کہ میں اسے عافیت عطا کروں۔ یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

(کشف الغمہ ۲۵۹)

اس حدیث کی بناء پر غیر احمدیوں میں یہ رواج ہے کہ اس رات جاگ کر وہ عبادت کرتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ حدیث سنداً ثابت نہیں۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اب کوئی فرمان ثابت ہوتا تو صحابہ میں ضرور ہی اس رات کو خاص طور پر عبادت کرنے کا رواج ملتا۔ لیکن تاریخ یا کتب حدیث سے ایسے کسی رواج کا پتہ نہیں چلتا اور نہ ہی کسی مستند حدیث کی کتاب میں اس قسم کی حدیثیں ہیں۔ تاہم اگر کوئی اپنے ذوق کے مطابق اس رات عبادت کا خاص اہتمام کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن انفرادی صورت ہوگی جماعتی طور پر اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ خصوصاً ان رسوم کی تو کچھ بھی گنجائش نہیں۔ جو ہمارے ہاں اس رات آتش بازی یا دوسرے مشرکانہ اعمال کی صورت میں معاشرہ میں نظر آتا ہے۔

**سوال:** مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اجتماعی رنگ میں قرآن خوانی کرنا، کھانا پکا کر تقسیم کرنا اور فاتحہ خوانی کرنا جیسا کہ ہمارے ملک میں رواج ہے۔ شریعت کی رو سے کیا ہے؟

**جواب:** جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ ہم کیوں کریں۔

اگر اس رنگ میں قرآن خوانی اور طعام خورانی موجب ثواب ہوتی۔ تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ایسا کرنے کا حکم دیتے یا کم از کم آپ کے خلفاء اور صحابہؓ اس طریق کو اچھا سمجھتے لیکن حدیث یا تاریخ میں ہمیں ایک واقعہ بھی نہیں ملتا کہ اجتماعی رنگ میں کبھی یوں کیا گیا ہو۔ جیسا کہ آجکل رواج ہے۔ پس یہ صورت صریح بدعت ہے۔ احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اس سے اجتناب کریں۔ اسی طرح جو غیر از جماعت لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں نرمی اور ہمدردی سے سمجھایا جائے۔ کہ یہ رواج اسلام کی روح کے منافی ہے۔ تاہم اگر کسی سے تعلقات اچھے ہوں۔ اور وہ اسے ہمدردی کا ایک لازمہ سمجھتا ہو۔ اور کوئی اس کی دلداری اور قدیم تعلقات کی پاسداری کے لئے ایک ایسی تقریب میں شامل ہو۔ یا فاتحہ خوانی کرے تو اس نیت سے شمولیت نامناسب نہیں ہوگی اور نہ ہی ایسا کرنا باعث گناہ ہوگا۔ کیونکہ انما الاعمال بالنیات کے تحت معاشرتی تعلقات کی اہمیت کی وجہ سے بعض مشتبہ کاموں کی حیثیت بدل جاتی ہے۔ پھر بھی ضرورت کی حد تک رہنا چاہیئے۔ اس سے آگے قدم بڑھانا مناسب نہیں۔

**سوال:** کیا سچی قسم کھانے میں کوئی برائی ہے؟ اس میں قسم کھانے والے کی کسی قسم کی توہین ہے۔

**جواب:** سچی قسم کھانے میں نہ کوئی برائی ہے اور نہ اس میں کوئی حرج ہے۔ بلکہ بعض حالات میں اسلام نے اسے پسند فرمایا ہے۔ قسم کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ واقعہ اسی طرح پر ہے۔ اب اگر واقعی معاملہ اسی طرح ہے جس طرح قسم اٹھانے والے نے بیان کیا ہے تو ایسا بیان کرنے میں بھلا کونسی برائی ہے

اصل بری بات یہ ہے۔ کہ جھوٹی قسم کھائی جائے یا بلا ضرورت اور بلاوجہ قسم کھائی جائے۔

—— [illegible] ——

# "حسرت نہ رہ جائے"

(از مکرم چوہدری نعیم احمد صاحب گجراتی)

یہ وہ زمانہ تھا کہ احمدیت کے مخالف علماء نے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے احمدیت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے اپنی تمام تر طاقتیں اور صلاحیتیں وقف کر رکھی تھیں اور ہر مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارم پر احمدیت کا گریبان تھا اور مسلماء کے ہاتھ تھے۔ یہ علماء بزعم خود اس یقین کی حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ احمدیت اب مٹا ہی چاہتی ہے۔ اور طرہ یہ کہ ہر وہ شخص جو کسی مذہبی درسگاہ سے تعلق تعلم کی گردان کرنے نکلتا تھا یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے پہلوں نے پورا زور نہیں لگایا اور انہیں دلائل نہیں سوجھے جن کے بل پر احمدیت کو پچھاڑا جا سکتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے پورا زور لگاتا اور احمدیت کے خلاف ہرزہ سرائی میں پہلوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا۔

لیکن چونکہ یکے بعد دیگرے ایسی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو چکی تھیں۔ اور کاروانِ احمدیت اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اور ہر بستی اور قریہ سے نئے نئے مسافر اس کاروان میں شامل ہوتے چلے جا رہے تھے۔ اس لئے معاندین نے اپنے پودے پن کو محسوس کر کے نئی نئی چالیں اختیار کرنی شروع کر دی تھیں۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں کتر بیونت کرنے میں بھی شرم محسوس نہ کی۔ اس تمام فن میں جن لوگوں کو ید طولےٰ حاصل رہا ان میں حیدرآباد (دکن) کے الیاس برنی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ جن کی تصانیف کو تحریف و تبدل کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ اور شرافتِ انسانی سربگریباں ہو جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اخلاقی طور پر جب انسان گراوٹ اختیار کرتا ہے تو اسفل السافلین میں جا پہنچتا ہے۔

اسی سرزمین حیدرآباد دکن میں ہمارے ایک نہایت مخلص احمدی بزرگ جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر مرحوم کی کوٹھی میں ایک شخص سالہا سال تک مقیم رہا جو احمدیت کا شدید مخالف تھا اور زمرۂ علماء میں اپنے آپ کو شمار کرتا تھا۔ اور لطف یہ ہے کہ احمدیت کا مخالف ہونے کے باوجود وہ نواب صاحب صاحب کی ڈیوڑھی میں سالوں پڑا رہا اور آپ اس کی پرورش بھی کرتے رہے۔ کیونکہ آپ بڑے فراخدل انسان تھے۔ اس غیر احمدی ملا کا نام محمود الحسنی ٹونکی تھا۔ افغانی النسل ہونے کی وجہ سے بڑا وجیہہ اور بلند قامت کا انسان تھا۔ مشرع داڑھی رکھتا تھا اور رقی کہلاتا تھا۔

اس ملا نے "ختم نبوت" کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جو احمدیت کے خلاف تھی اور اس میں اس نے اپنا پورا زورِ علم و قلم صرف کیا۔ لیکن وہ اس کتاب کو شائع نہ کر سکا کیونکہ اس کے پاس طباعت و اشاعت کے لئے اخراجات نہ تھے۔ وہ اپنا مسودہ لے کر حضرت نواب صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یہ کتاب میں نے احمدیت کے خلاف لکھی ہے اس کی اشاعت کے لئے میرے پاس اخراجات نہیں ہیں۔ یہ کتاب بڑے بلند پایہ دلائل و مضامین پر مشتمل ہے۔ اگر آپ مدد فرمائیں تو یہ شائع ہو سکتی ہے۔ اس کے اخراجات کا اندازہ پانچ صد روپیہ ہے۔ ۔۔۔۔ حضرت نواب صاحب نے کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور پانصد روپیہ اس شخص کے حوالے کر دیا!

حیدرآباد کی جماعت احمدیہ کے احباب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہیں سخت تعجب ہوا۔ اور طبعاً صدمہ بھی پہنچا۔ اس لئے کہ جماعت میں نواب صاحب کو خلوص و تقوےٰ کی بنا پر ایک بلند مقام حاصل تھا۔ بعض احمدی ایسے بھی تھے جو اسے محض ایک افواہ سمجھتے تھے۔ اور یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ نواب صاحب مخلص انسان احمدیت کے ایک شدید معاند کی اس قسم کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا۔ لیکن جو احمدی جنہیں یقین کی حد تک اطلاعات بہم پہنچ چکی تھیں۔ وہ اس افواہ کو اتفاقی رنگ دیتے تھے۔

آخر یہ طے ہوا کہ ان شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے یا واقعہ کی تصدیق کے لئے خود حضرت نواب صاحب سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ ایک وفد ترتیب دیا گیا جو مقامی جماعت کے معززین پر مشتمل تھا لیکن بڑی مشکل یہ آن پڑی کہ یہ الزام اتنا بڑا سنگین تھا۔ اور ادھر نواب صاحب مرحوم کی شخصیت اتنی بلند اور خلوص و ارادت کے اس اعلیٰ مقام پر تھی کہ الزام اور شخصیت کی یکجائی ایک استعارہ منفی تھا۔ اور خود نواب صاحب کی خدمت میں بالمواجہ الزام کو پیش کرنا بڑی جرأت کا کام تھا۔

لیکن دوسری طرف اس سے بھی بڑی مشکل درپیش تھی۔ اور وہ یہ کہ نہ صرف احباب جماعت میں کئی قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں بلکہ جماعت کے مخالفین بھی طعنے دیتے گئے تھے۔ لہٰذا یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اصلیت معلوم کی جائے۔

چنانچہ وہ وفد کافی تامل کے بعد حضرت نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وفد کے سپیکر نے جھجکتے جھجکتے ایک تمہید باندھ کر اس افواہ کا اس رنگ میں ذکر کیا جس میں نرمی اور ملائمت تھی۔ تاکہ نواب صاحب کی طبع نازک پر گراں نہ گزرے۔

نواب صاحب نے یہ سن کر بلا تامل پورے وثوق سے فرمایا کہ آپ لوگوں تک جو اطلاعات پہنچی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ اور میں نے ہی اس کتاب کے اخراجات طباعت و اشاعت کے لئے پانچسو روپیہ کی رقم اس ملا کو دی ہے۔۔۔۔۔۔۔!

حضرت نواب صاحب کی طرف سے اس واقعہ کی تصدیق حقیقتاً ایک ایسا امر ملا تھا کہ وفد کے اراکین سناٹے میں آ گئے اور ان کے چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ اور ان کے دلوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی کہ یہ کیا ہوا۔ افواہ واقعہ بن چکی تھی۔ اور واقعہ خود نواب صاحب کی طرف سے تصدیق کیا جا چکا تھا۔ اور وفد کے اراکین پر حزن و ملال اور یاس کی سی کیفیت طاری تھی۔ اور ہر شخص بت بنا بیٹھا تھا۔!

نواب صاحب نے فرمایا

آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ فرق محض نقطۂ نگاہ کا ہے۔ وہ ملا ایک عرصہ تک اس کتاب کے لئے مواد جمع کرتا رہا۔ اس نے بڑی ہی محنت سے اس کتاب کو مرتب کیا۔ اور جب یہ کتاب کا مسودہ میرے پاس لایا تو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ملا اس یقین پر قائم ہے کہ اس سے پہلے جن علماء نے احمدیت کے خلاف جو لٹریچر شائع کیا ہے وہ پورا زور نہیں لگا سکے اور مضبوط دلائل نہیں دے سکے ورنہ احمدیت کا وجود کب کا صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہوتا۔ اور وہ ملا یہ سمجھتا تھا کہ اگر اس کی یہ کتاب شائع ہو جائے تو مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے گا اور احمدیت کے لئے اس تختۂ زمین پر کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔ اور چھپتے ہی کہہ دیا گیا کہ احمدیت کا وجود ہمیشہ کے لئے خس و خاشاک کے ساتھ تاریخ کے حوالہ ہو جائے گا۔

نواب صاحب نے مزید فرمایا یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی کہ اس ملا نے میری ہی ڈیوڑھی میں بیٹھ کر اور میرا ہی پروردہ ہو کر احمدیت کے خلاف ایک کتاب لکھی اور پھر اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کے اخراجات کے لئے بھی میرے ہی پاس درخواست لے کر حاضر ہوا۔ اس زعم باطل کے ساتھ کہ

اگر اس کی یہ کتاب شائع ہو جائے تو احمدیت کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ سکتا ہے۔

میں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے وہ تمام وعدے میری آنکھوں کے سامنے آ گئے جن میں احمدیت کے شاندار عروج اور بے مثال وسعت کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تمام تحریرات میرے سامنے آ گئیں جن میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں۔ اور احمدیت کی گزشتہ تاریخ کے وہ تمام واقعات میری نگاہوں کے سامنے آ گئے کہ کس طرح بڑے بڑے علماء احمدیت کے مقابل پر اٹھے اور خائب و خاسر ہوئے اور بڑی بڑی یلغاروں کے منہ پھر گئے۔

نواب صاحب نے فرمایا:۔ یہ تمام کیفیات بیک وقت میرے سامنے آ گئیں۔ تب میرے ایمان و یقین نے اس ملا کی حماقت پر ایک قہقہہ لگایا۔ اور میں نے پانچ سو روپے اس کے حوالے کر دیئے۔ محض اس خیال سے کہ اگر اس ملا کی کتاب اس لئے شائع نہ ہو سکی کہ اس کے پاس اخراجات نہیں تھے۔ تو یہ ساری عمر اسی حسرت میں جلتا رہے گا کہ اگر یہ کتاب شائع ہو جاتی تو احمدیت کے لئے پیغام موت بن جاتی۔ اور یہ جس مجلس میں بیٹھے گا وہاں یہی ذکر کرے گا کہ اگر یوں ہوتا تو یوں ہو جاتا۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ جہاں دنیا بھر کے مخالف علماء اپنی اپنی حسرت نکال چکے ہیں اور احمدیت کے مقابل پر ناکام ہو چکے ہیں وہاں اس ملا کے دل میں بھی حسرت نہ رہ جائے۔ ورنہ وہ حقیر چند سطور احمدیت کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟

نواب صاحب کی اس ایمان افروز وضاحت پر وفد کے اراکین مطمئن ہو کر واپس چلے گئے!

قسط ۱

# روس کی سیر!

(از مکرم سید داؤد احمد صاحب پروپرائیٹر بھارت میڈیکل ہال کلیان، ظفر مند ہالی)

ستمبر ۱۹۶۵ء میں مکرم سید داؤد احمد صاحب کو روس جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے آپ نے وہاں کی بعض دلچسپ اور معلومات افزا باتیں قلمبند کر کے ارسال فرمائیں۔ چنانچہ گزشتہ سال ماہ مئی میں یہ چند اقساط شائع کی گئیں جنہیں دوستوں نے پسند کیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ بعض حالات کی مجبوری سے قائم نہ رہ سکا۔ اب حال ہی میں مکرم سید صاحب موصوف نے اپنی سیر کا مزید حصہ ارسال فرمایا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ پہلی اقساط کی طرح اس حصہ کو بھی دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ادارہ)

آدھ گھنٹہ میں جلد بیدار ہو گیا۔ سکرین ہٹا کر جب میں نے شیشے کی دیوار سے باہر جھانکا تو موسم کو خوشگوار پایا۔ انسانوں کا ہجوم تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقابلے کی دوڑ ہو رہی ہے۔ روسی پیدل کی ابتدا ایسی تیز رفتاری سے کرتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی مسٹر سین کو کہا کہ دیکھو روسیوں کو اپنے کام سے کس قدر شغف ہے میرے ساتھی نے اثبات میں جواب دیا۔

"روس ہمارا ہمسایہ" ایچ۔ جی۔ ویلز نے اُس وقت کی روسی زندگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا "بھوک کے بڑے ہاتھ انقلاب کا گلا گھونٹ دیں گے" لیکن ایک زمانہ گذرنے کے بعد حالات بالکل مختلف ہیں۔ مجھے سوویٹ عوام کی اپنے مقاصد میں کامیابی کو ماسکو کی اس عظیم الشان نمائش میں دیکھنے کا موقع ملا۔ جس میں سوویٹ روس کی ترقی کے گویا سارے خزانے ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں پندرہ خوبصورت محل دیکھے۔ ہر ریاست کی علیحدہ عمارت ہے۔ پچاس ایکڑ میں پھیلی ہوئی نمائش کو اچھی طرح دیکھنے کے لئے ایک عرصہ چاہیئے۔ چند گھنٹوں ہی میں مجھے سوویٹ سائنس دانوں کے کمال یہاں کے ماہرین کی قابلیت، یہاں کے فن کاروں کی چابکدستی کا کچھ اندازہ ہوا۔ اور یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ انہوں نے مختلف ریاستوں خصوصاً وسط ایشیا کی ریاستوں کی تہذیب اور ان کے نقوش کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔

ماسکو میں سوویٹ یونین کے معاشی کارناموں کی نمائش میں ایک سرکورامہ سینما بھی ہے۔ جس میں تین سو آدمی سما سکتے ہیں جس سینما کی عمارت سرکس کی عمارت کی طرح گول ہے۔ اور شیشے، فولاد اور پلاسٹک کی بنی ہوئی ہے۔ عمارت کے اندر ایک چوڑا سفید سکرین ہے جو تنگ بھنگ مربع میٹر کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ فلم دیکھتے وقت بالکنی پر جنگلے کے ذریعے سے تماشائیوں کو دوسری قطار کے پیچھے حصوں پر ڈالی جاتی ہے۔ فلم کے دکھائے جانے کے وقت ان تمام حصوں میں کوئی تفریق محسوس نہیں ہوتی اور واحد عکس دکھائی دیتا ہے۔ جس میں لاؤڈ سپیکر، چھت، فرش کے تختوں اور سکرین کے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ اسٹیریو فونک "صدا کا اثر پیدا کرتے ہیں۔ فلم کی تمام باریکیوں کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح بالکل ایسا ماحول طاری ہو جاتا ہے جیسا کہ حقیقی زندگی میں۔ یہ اثر فلم کی خاص قسم کی تکنیک سے پیدا کیا جاتا ہے۔ جس میں گیارہ کیمرے ۳۶۰ ڈگری افقی بصری زاویئے پر سیٹ کئے جاتے ہیں۔ یہ بالفاظ دیگر مکمل دائرے ہیں۔ فلم کو یہاں سے بہت مختلف اور پاکیزہ پایا تعلیمی پہلو بہت ہی نمایاں روشن رہتا ہے۔

شام کے وقت دریائے ماسکو کی سیر کے لئے نکل گئے۔ بوٹ پر سوار ہوئے۔ خوبصورت اور پُرسکون دریا کی سیر کرتے رہے۔ سمندر سے والگا کینال کے ذریعہ دریا ماسکو کو شہر ماسکو میں داخل کیا گیا ہے۔ والگا روسی گنگا ہے۔ والگا نے روسی قوم کو ایک بڑا تحفہ دیا ہے۔ بجلی کا ایک حقیقی سمندر۔ ظاہر ہے اس مشہور دریا نے تو بس اپنے آغوش میں چھپی ہوئی صلاحیتیں پیش کی ہیں۔ باقی کام نتیجہ ہے سوویٹ قوم کی صلاحیتوں، محنت اور فہم کا۔ اس قوم نے استالن گراڈ کے قریب ۲۵ کلو واٹ کی صلاحیت کا عظیم وولگا سٹالن بجلی گھر تعمیر کیا، یہ بجلی گھر دنیا کا سب سے بڑا بجلی گھر ہے۔ اس سے بھی بڑا بجلی گھر سائبیریائی دریا انگارا کے علاقے میں زیر تعمیر ہے۔ اور اس سے بھی بڑا پن بجلی گھر ینیسی دریا پر بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلی سوویٹ یونین میں بجلی کی سالانہ پیداوار سو ارب کلو واٹ یعنی موجودہ سالانہ پیداوار سے دس گنا ہو جائے گی۔

دریا کی سیر کے بعد ہم لوگ ہوٹل میں آئے۔ کھانا کھایا۔ ڈائننگ ہال کا دور سارا ہوٹل جھاڑ اور فانوس سے جگمگا رہا تھا۔ میں چہری ارب کے ساتھ بازار دیکھنے نکلا۔ مختلف ڈیپارٹمنٹ اسٹور کی سیر کرتا رہا۔ ایک شاہراہ پر آمد و رفت کا سلسلہ بہت تیزی سے ہو رہا تھا ہم دونوں زمین دوز سڑک سے گذر کر دوسری طرف نکل گئے۔ اندر کافی روشنی تھی۔ بجلی فانوس سے ساری سڑک جگمگا رہی تھی۔ ہم دونوں ایک چلڈرن ڈیپارٹمنٹ اسٹور میں داخل ہوئے۔ میں بچوں کی دنیا میں گم ہو گیا۔ پانچ منزلہ دکان کو دیکھنے کے لئے کافی وقت درکار ہے۔ وہاں سے برین ہوٹل گیا۔ ذیر تک ٹیلیویژن کا پروگرام دیکھتا رہا۔ وہاں سے اپنے ہوٹل کے لئے روانہ ہوا۔ کافی رات ہو چکی تھی۔

ہم دونوں واپس لوٹے راستہ بھول گئے۔ اب گلیاں اور بازار قریب قریب خالی ہو چکے تھے کسی کسی مکان کی کھڑکی سے روشنی جھلک رہی تھی کی روشنی تاریکیوں میں بدلتی جا رہی تھی شہر نے پھر ایک کروٹ لی۔ لیکن اس مرتبہ یہ خاموشی اور سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ اکا دکا راہرو تیز قدم بڑھاتا گھر کی طرف چلا جا رہا تھا گویا کہ اُس کی تیز چال اُس کے دیر سے سونے کی غمازی کر رہی ہو۔ میں نے ایک جوان جوڑے کو اپنے قریب اشارے سے بلایا۔ ہوٹل میٹروپول کا پتہ پوچھا۔ وہ دونوں ہمارے ساتھ بہت دور تک آئے جب انہیں یقین ہو گیا کہ ہم آسانی ہوٹل پہنچ جائیں گے تو خلوص اور محبت سے رخصت ہوئے۔ میرا تاثر یہ ہے کہ سوویٹ روس کے لوگ مہمان نواز، گرم جوش اور خیر مقدم کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ اور اُن کو آرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فراموش نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان سے انہیں گہرا لگاؤ ہے۔ اور وہ ہمارے محبوب وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ غالباً یہ ہندوستان کی امن دوستی اور سب سے دوستانہ تعلقات کی پالیسی کا اثر ہے مجھے ماسکو، لینن گراڈ، تاشقند، سمرقند اور ... میں ہر جگہ یہ خوشگوار تجربہ ہوا کہ جہاں لوگوں نے مجھے دیکھا تو نہرو کے دیش کے باشندے کی حیثیت سے بڑی محبت سے پیش آئے۔ ہاں مجھے اس پر تعجب ضرور ہے کہ "آوارہ" کے گانوں کی دھنیں یہاں کے لوگوں کو بہت پسند آئیں۔

آج ۲۵ ستمبر کی صبح تھی۔ میں پٹیا کے دوست امجد علی اور اُن کی اہلیہ زینب بیگم سے ملنے میٹرو اسٹیشن گیا۔ بہت ہی عظیم عمارت میں داخل ہوا۔ زینب بیگم اور اُن کے شوہر سے جو ہندوستانی اور ایک عرصہ سے مقیم ہیں ملاقات ہوئی۔ ہندوستانی بھائی ماسکو ریڈیو میں ملازم ہیں۔ روسی بنگالی زبان زیادہ جانتی تھیں۔ زینب بیگم نے نام خط چھوڑ گیا۔ اپنے ہندوستانی بھائی کے ساتھ زمین دوز میٹرو اسٹیشنوں کی سیر کرتا رہا۔ اوپر سے چلتی ہوئی سیڑھیوں کے ذریعہ سیلون پہنچ گیا۔ جو خوبصورت سنگ مرمر کے بنے ہوئے اسٹیشن دیکھے۔ چار پانچ اسٹیشن تو اتنے خوبصورت ہیں کہ میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ تیز رفتار خوبصورت ٹرینیں ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن پہنچ رہی تھیں۔ زمین کے اندر ایک شہر آباد تھا۔ اس میں ہزاروں انسانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔ وہاں سے واپس ہوٹل آیا۔ کھانا کھایا۔ اور پھر زمین دوز میٹرو اسٹیشنوں کی سیر سے اپنے گروپ اور ان کے ساتھ گیا۔ شام کو واپس آیا۔ ہم لوگ سینےراما دیکھنے گئے۔ یہ بھی سینما کی ایک قسم ہے دیکھنے والا فلم کے ساتھ ساتھ چلتا پھرتا اور سمندر میں تیرتا ہوا نظر آتا ہے۔ فلم میں جیسا منظر ہو ویسا ہی اپنے پر بھی محسوس کرتا ہے۔ اسے بہت ہی دلچسپ پایا۔

آج ۲۶ ستمبر کی صبح تھی۔ بارش ہو رہی تھی۔ موسم بہت خراب تھا۔ ہم لوگ قدیم کریملن کو دیکھنے گئے۔ زار کے محل کو اس کی شان و شوکت اور زار کے قدیم چرچ کو دیکھ کر پرانی یاد تازہ ہوئی۔ جہاں تک کریملن اور سوویٹ ریاست کے بانی ولادیمیر لینن کا دار المطالعہ اور قیام گاہ بھی دکھایا گیا۔ ماسکو کریملن کے قدیم چوکوں پر ہر روز ہی لوگوں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے لاتعداد لوگ اور بیرونی سیاح روس کی تاریخ کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کیلئے مختلف میوزیموں کو دیکھتے ہیں۔ زار کے وقت کی تمام نادر اور قیمتی چیزیں میوزیم میں سجائی گئی ہیں۔ میں نے اسلحہ خانے بھی دیکھے۔ یہ وہی قدیم کریملن ہے جہاں آج بھی سرکاری تقریبات شان و شوکت سے منائی جاتی ہیں یکم مئی اور ۷ر نومبر کو کریملن کا حسن نکھر آتا ہے اور اُسے دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ (باقی)

## درخواستہائے دعا

۱۔ عزیزان یحییٰ اور خورشید احمد کی امتحانوں میں کامیابی کیلئے احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار خواجہ غلام محمد امدی از باغتری ۔ کشمیر۔

۲۔ خاکسار امسال بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہوا ہے اب بصد درخواست ہے کہ میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار عبد الرحمن ریشی از رشی نگر کشمیر

۳۔ میری بڑی ہمشیرہ محترمہ ... سے بیمار ہے

# احمدی دوستوں کا سفرِ حج

(بقیہ صفحہ اوّل)

جو مگر جنگ سات سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہے جس وقت اُسے اُڑنے کی اجازت دی گئی۔ اور اس کے چاروں انجن اسٹارٹ کر دیئے گئے۔ انجنوں کی کرخت و خوفناک آواز سے ہوائی اڈے میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ جب اس جہاز نے حرکت اور پھر پرواز کی۔ ہم اس وقت اس کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بے بال و پر انسان دیکھتے دیکھتے بادلوں کے اوپر چلا گیا۔ اور ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ وہ جہاز اب انہیں پوری طاقت اور تیز رفتار کے ساتھ کوئے حبیب کی طرف لے جا رہا تھا۔ اور میں تماشائی بن کر وہ نظارہ دیکھتا رہا۔ کون ایسا مسلمان ہے جو اس مقدس سفر کے لئے اپنے پر نہ تولتا ہو۔ مگر وہ کیا کرے جس کی نقد پر پا در نہ ہو۔ اور جس کے ساتھ نہ زر کا زور نہ ہو۔ لیکن وہ خدا جو نادار وں کا بھی خدا ہے ہم اُس کے فضل سے نا امید نہیں۔ اگر انسان کے دستور میں "وصال" کا ثواب ہے تو اس کے دربار میں دردِ فراق کی بھی کوئی قیمت ہے۔ محبت کی وہ کسک اور وصال کی وہ تڑپ جو بار بار حاجیوں کو جاتے اور آتے دیکھ کر پیدا ہوتی ہے میرے لئے بھی متاعِ بے بہا ہے۔ کس مسلمان کا دل اس درد سے خالی نہ ہوگا۔

## وارداتِ قلب

ہم سب استطاعت روز خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن وہ عبادت جس میں انسان عشق کا ایک سراپا ہو جاتا ہے۔ وہ تمام علائقِ دنیوی سے کنارہ کش ہو کر "لبیک لبیک" کہتا ہوا خدا کی طرف دوڑتا ہے۔ اس عبادت کی شان ہی کچھ جداگانہ ہے۔ خدا کی عظمت و کبریائی اور انسان کی بندگی و بے چارگی کا اس عبادت میں جس ہیئت اور رنگ کے ساتھ اظہار ہوتا ہے۔ اس کی دوسری عبادتوں میں نظیر نہیں ملتی جب حاجی اپنے جسم کے قیمتی اور خوشنما کپڑے اتار کر احرام کی چادریں پہن لیتے ہیں۔ اس وقت اُن کا سراپا کتنا عشق انگیز ہوتا ہے۔ وہ کس کا مقصدِ تخلیق ہے۔ جسے پانے کے لئے یہ روپ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ زندگی جو تمام کائنات سے قیمتی ہے آخر کس کے لئے ایک تبسم پر نثار کی جاتی ہے۔ وہ کس کی رضا کی امید ہے جس کے لئے لاکھوں انسان صفا و مروہ کے نشیب و فراز پر دوڑ رہا ہے۔ آخر محبت کے ان پیمانوں کو کسی

چیز کی طلب ہے جس کے لئے اتنے والہانہ انداز میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔

انسان ایک متاعِ زندگانی لے کر آستانۂ الوہیت پر کھڑا ہے۔ اور لبیک لبیک کہہ کر خدا کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ الحاد و دہریت کے اس دور میں عقیدت و عبودیت کا یہ نمونہ خود ہستیٔ باری تعالیٰ کی دلیل بن جاتا ہے۔

## مدینۃ الرسول کی زیارت | پھر گنبدِ خضرا کی طرف

حاجیوں کا سیلِ رواں۔ جوارِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں زندگی کے چند دن گذارنے کا شوق۔ سرورِ کائنات فخرِ موجودات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر چشمِ گریاں کھڑے ہونے کی خواہش اور جنۃ البقیع میں اصحابِ کرام اور اسلاف پر براہِ راست درود و سلام بھیجنے کی آرزو۔ کتنی پاکیزہ تمنائیں ہیں جنہیں لے کر عشاق مدینۃ الرسول میں حاضر ہوتے ہیں۔

یہ ایک مجبور و فرقت زدہ انسان کے وارداتِ قلب ہیں۔ میں کچھ دیر ہوائی اڈے کی چھت پر انہیں خیالات میں کھویا رہا۔ اور جب اپنے گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ میں نے بس اور لوکل ٹرین کے ذریعہ دو گھنٹوں میں جتنی مسافت طے کی ہے اتنی دیر میں وہ جیٹ طیارہ سفرِ حج کی آدھی منزل طے کر چکا ہے۔ اور جب میں دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ کے لئے لیٹا تو معلوم ہوا کہ وہ جہاز سترہ سو میل کی مسافت طے کر کے عدن پہنچ گیا۔ میں بھی حیران تھا کہ ایک آدمی ساڑھے تین گھنٹے پہلے میرے ساتھ تھا۔ اور اب وہ بحیرۂ عرب کی لمبی چوڑی مسافت طے کر کے عدن پہنچ گیا۔ علاوہ ازیں ۲ گھنٹے میں عدن سے جدہ جائے گا۔ مکہ جا کر فریضۂ حج ادا کرے گا۔ پھر وہ مدینہ آئے گا۔ اور اس دیارِ حبیب کی زیارت کر کے بیروت ہوتا ہوا لندن پہنچ جائے گا۔ پہلے جو دنیا ناپید اکنار سمجھی جاتی تھی۔ آج کتنی چھوٹی ہو گئی ہے عقل اور سائنس نے توانائی اور رفتار پر کس طرح قابو پالیا ہے۔ اور قافلۂ عشق اب عقل کے دوش پر کتنے آرام سے سفر کی منزلیں طے کرتا ہے۔

قارئین کرام کو اپنے حجاج کرام کے لئے دُعا کرنی چاہیئے۔

## منقولات

### طاقت ہی عدمِ تشدد ہے

پنڈت نہرو نے اجنتہ سنٹرل لائبریری کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے جو تقریر کی ہے وہ بہت معنی خیز اور مبنی بر حقیقت ہے۔ آپ نے اس تضاد کو مٹانے کی کوشش کی ہے جو اہنسا (عدم تشدد) اور طاقت کے حصول سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک طرف عدم تشدد کی حمایت ہے۔ دوسری طرف فوجی طاقت کا استحکام ہے یہ بات ظاہر بینوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جو ملک عدم تشدد کا مبلغ ہو وہ اپنی فوجی طاقت کو مضبوط بنائے؟ مگر ان دو باتوں میں کوئی تضاد نہیں اور پنڈت نہرو اسی تضاد کو دور کرنا چاہتے ہیں آپ نے کہا کمزوری کا عدم تشدد سے زیادہ برا ہے اور کوئی قوم صحیح معنے میں عدم تشدد کے تصور کو پروان نہیں چڑھا سکتی۔ جب تک کہ وہ جسمانی اور مادی طور پر مضبوط نہ ہو۔ پنڈت نہرو کی اس بات میں شیخ سعدی کا خیال جھلکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ فروتنی اور عاجزی ایک امیر کو زیب دیتی ہے۔ اگر ایک فقیر عاجزی کا مظاہرہ کرے تو وہ بے معنے ہے۔ کیونکہ عاجزی تو اس کی عادت میں داخل ہے۔ اگر گدا عاجزی نہ کرے تو کیا کرے؟ وہ تو اس کے لئے مجبور ہے۔ لیکن ایک امیر جو کسی کا محتاج نہیں وہ اگر فروتنی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کی بے نفس کشی قابلِ تعریف قرار پائے گی۔ ایک کمزور قوم اگر عدم تشدد کا اعلان کرتی ہے تو وہ اس کے لئے مجبور ہے کمزوری میں وہ کسی کا سر تو پھوڑ نہیں سکتی۔ اس لئے وہ اپنی سلامتی اسی میں سمجھتی ہے کہ تشدد نہ کرنے کا اعلان کرے اور اہنسا کا اصول پیش کرے۔ لیکن اگر کوئی قوم فوجی اور ہر اعتبار سے مضبوط ہو اور وہ ہر حملہ آور کو قرار واقعی سزا دے سکے اور پھر وہ عدم تشدد کے اصول کو اپنائے تو اُسے قابلِ تعریف قرار دیا جائے گا۔ اور دلوں کے اندر اس اصول کی قدر پیدا ہو گی جو شخص قوتِ مردمی سے محروم ہو وہ اگر عفت پیکی کا دعویٰ بھی کرے تو بے کار ہے۔ یہ دعوے اسی شخص کو زیب دے سکتا ہے جس کی جسمانی قوت شباب پر ہو اور پھر عفیف اور پارسا بن کر دکھائے۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ آج ہندوستان کے سامنے اہم سوال یہ ہے کہ وہ اہنسا کے اصول پر کار بند رہتے ہوئے اپنی فوجی طاقت کو کس طرح مضبوط بنائے۔ لیکن یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ عدم تشدد کی یہ تشریح چینی حملہ کے بعد ذہن میں آتی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے جب ہمیں یقین تھا کہ ہندوستان پر کسی طرف سے کسی وقت بھی حملہ نہیں ہوگا تو ہم نے عدم تشدد کو بالکل سادہ شکل میں پیش کیا تھی کہ بعض لیڈروں نے حکومت کو غیر مسلح ہونے کا مشورہ بھی دیا اور شانتی سینا کے قیام کی تجویز پیش کی۔ ایسی

فضا میں ہمیں یہ معلوم ہی نہ تھا کہ نظری اور خیالی اصول عمل کے میدان میں پاش پاش بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اصول وہ ہیں جو عمل کے میدان میں بھی قائم رہیں۔ چنانچہ جب چین نے حملہ کیا اور ہم اپنی کمزوری کے باعث اپنا دفاع نہ کر سکے تو ہم اہنسا کی نئی تشریح کرنے پر مجبور ہوئے اور تشدد اور عدم تشدد کے تضاد کو دور کرنا چاہا اور جو تحریر نئی تشریح عملی دنیا سے موافقت پیدا کرنے کے لئے کی گئی ہے اور تجربہ کے بعد محسوس ہوا ہے کہ نظریات کو ہمیشہ عملیات کے تابع ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہم اسی کو صحیح سمجھتے ہیں اور اس تشریح کے بعد ہمیں دنیا کے اس بڑے نظام کی قدر کرنی پڑتی ہے جس میں روز اوّل سے ہی انسانی فطرت اور اس کے اتار چڑھاؤ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور عملی دنیا کو نظری دنیا سے الگ نہیں رکھا گیا اور یہ ہدایت کی گئی کہ جہاں تک ہو سکے تم اپنے اندر قوت پیدا کرو حتیٰ کہ گھوڑوں کی قوت سے بھی کام لو تاکہ تم اپنی قوت سے خدا کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کی ہیبت میں ڈال سکو یعنے دشمنوں پر تمہاری کمزوری ظاہر نہ ہو۔ ورنہ وہ تمہیں معاف نہیں کریں گے بلکہ اپنے اندر اتنی طاقت پیدا کرو کہ دشمن کو حملہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہو اور تمہاری طاقت ہی عدم تشدد کا ذریعہ بن جائے۔

پنڈت نہرو نے یہ بھی کہا کہ "ہم ایک ایسی قوم ہیں جو باتیں بہت بناتی ہے۔ مگر جو کہتی ہے اس پر عمل نہیں کرتی"۔ مگر یہ تو جغرافیائی حالات اور آب و ہوا کا اثر ہے۔ پنڈت نہرو اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر ہماری باتونی قوم اپنی ہی باتوں کا احترام کرنے لگے تو وہ کسی نہ کسی حد تک اپنی فطرت کو بدل سکتی ہے۔ (الجمعیۃ ۵/۶۳ ۵)

### ٹیپ ریکارڈ کی کرامت

ایک علمی رسالہ میں بمبئی کے ایک انگریزی روزنامہ کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی ہے کہ بڑودہ کی دو بڑھیا دیہاتی خواتین ملاقات کے وقت خوب لڑا کرتی تھیں۔ ایک ذہین شخص کو یہ سوجھ گئی کہ اس تکلیف دہ گالی گلوچ کا ٹیپ ریکارڈ لے لیا جانے چنانچہ اس نے لے لیا۔ اور آدھی رات کو اسے کھول کر سنانا شروع کر دیا۔ پڑوسیں اپنے الفاظ اس صفائی سے دہرائے جاتے ہوئے سن کر شرم سے کٹ کٹ گئیں اور بڑا خوشامد درآمد کر کے اس ریکارڈ کو بجوانا موقوف کرایا۔ اور وہ موقوف اس وقت ہوا جب انہوں نے پکی تہہ آئندہ لڑائی بھڑائی گالی گلوچ سے کر لی۔ یہ ہے ٹیپ ریکارڈ کی ادنیٰ کرامت! آپ جو غفلت میں بڑے سے بڑے جرم کی بجا آوری کرتے رہتے کے عادی ہیں۔ اور کتنی ناگفتنی باتیں زبان پر لاتے رہتے ہیں اس سب کا علاج صرف یہ استحضار ہے کہ ہمارے ایک ایک لفظ کا ٹیپ ریکارڈ ہر وقت ہو رہا ہے اور حشر کے مجمع عظیم میں نہ صرف ہماری رسوائی کا سامان مہیا کرے گا۔ بلکہ ہر جرم کی ذہنی کا یا القلب بن کر رہے گا۔

(صدق جدید ۵/۶۳ ۲)

# عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانیاں

میری طرف سے اخبار بدر میں تحریک پر مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانیوں کے لئے رقوم آئیں جنکی طرف سے قربانی کر دی گئیں خدا تعالیٰ ان احباب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور ثواب عطا کرے۔

خاکسار

عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

| نمبر | نام | تعداد | |
|---|---|---|---|
| ۱ | مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور | ۱ | قربانی |
| ۲ | ،، سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیر | ۱ | ،، |
| ۳ | ،، مولوی محمد اسمٰعیل صاحب خورد ،، | ۲ | ،، |
| ۴ | ،، محمد عثمان صاحب ،، | ۱ | ،، |
| ۵ | ،، صالح محمود صاحب امریکہ | ۸ | ،، |
| ۶ | ،، شیخ رحمت اللہ صاحب دہلی | ۱ | ،، |
| ۷ | ،، غلام حسن صاحب ٹاٹا نگر | ۲ | ،، |
| ۸ | ،، قریشی محمد یونس صاحب بریلی | ۱ | ،، |
| ۹ | ،، مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر مبلغ ماریشس | ۱ | ،، |
| ۱۰ | ،، [illegible] حسین صاحب سوکیہ ماریشس | ۱ | ،، |
| ۱۱ | ،، ایک اور مخلص دوست | ۳ | ،، |

# شکریہ

میری طرف سے تفسیر قرآن مجید انگریزی کی پہلی دو جلدوں کے لئے گزشتہ دنوں اخبار میں اعلان ہوا تھا۔ میرے اس اعلان پر محترم ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب نے دونوں جلدیں مفت ہدیہ کے طور پر عنایت فرمائی ہیں مجھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور صدقہ جاریہ کے طور پر ثواب عطا فرماتا رہے۔ ڈاکٹر صاحب آج کل کچھ پریشان ہیں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حالات ساز گار عطا فرمائے۔

نیز کوئی اور دوست بھی سلسلہ یا ہدیہ لے کر دونوں جلدیں یا ان میں سے ایک نظارت کو دے سکتے ہوں تو خاکسار کو مطلع فرمادیں۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

# تصحیح

از مکرم مولوی عبد الحی صاحب فاضل مبلغ مظفر پور

بدر ۱۵ر اپریل ۱۹۶۳ء کے ص۳ کے تیسرے کالم میں الجواب کے تحت جو تحریر پیش کی گئی ہے اس کے حوالہ میں سہو ہو گیا ہے۔ وہ تحریر ضمیمہ انجام آتھم کی نہیں ہے۔ بلکہ مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۳ کی ہے۔ دوست از راہ کرم تصحیح فرمالیں۔ نیز اس تحریر سے قبل مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمالی جائے:۔

"ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں . . . . . . . اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۹)

پھر ایک دوسری جگہ حضور نے فرمایا:۔

# نیا مالی سال اور ہماری ذمہ داریاں

## احباب جماعت اور عہدیداران کی توجہ کیلئے

سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء کا مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی ۱۹۶۳ء سے نئے مالی سال کا آغاز ہو چکا ہے اگرچہ امسال کی مجموعی آمد چندہ جات بفضلہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ ہے۔ لیکن تاحال بہت سے افراد جماعت اور جماعتیں کثیر رقوم کے بقایا دار ہیں جن کو بار بار ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ لیکن انہوں نے کما حقہ توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو صداقت احمدیت کو قبول کر کے اس الٰہی نظام میں شامل ہوتا ہے۔ وہ بیعت کے وقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور عملی طور پر وہ صرف اسی صورت میں ہی وعدہ پورا کرنے والا سمجھا جاسکتا ہے کہ جب وہ اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات پر دینی ضروریات کو ترجیح دے کر قربانی کر کے اپنے ذمہ مالی فریضہ کی ادائیگی کر دے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ:۔

"یاد رکھو! مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصہ نہ لو گے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں۔ کہ

"اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔"

پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے بھی حصہ لے گا اور میری دعاؤں سے بھی۔"

پس ضرورت ہے اس امر کی کہ نئے شروع ہونے والے مالی سال میں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کی کما حقہ ادائیگی کے لئے نیا عزم اور نیا ولولہ پیدا کرے۔ اور اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دے کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

(۲) گزشتہ مالی سال کے چندہ جات ۳۰-۴-۶۳ تک ادا نہیں ہوئے وہ جماعتیں اور افراد کے ذمہ بقایا ہیں جن کی ادائیگی کی طرف احباب و عہدیداران کو توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ آمد میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو جائے۔

جو عظیم کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے اگر اس کا کما حقہ احساس کر کے ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا محاسبہ کرے۔ اور جماعت کے عہدیداران، بقایادار اور نادہندہ افراد کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص طور پر باقاعدہ توجہ رکھیں۔ تو ہمارا قدم خدا کے فضل سے بہت آگے ہو سکتا ہے۔

جملہ سیکرٹریان مال۔ امراء و صدر صاحبان اور مبلغین کرام کی خدمت میں اس بارے میں خاص توجہ اور کوشش اور تعاون کی درخواست ہے۔ تاکہ جماعت کا کوئی بقایا دار اور بے شرح یا نادہندہ نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

# رشی نگر (کشمیر) میں اجتماعی وقار عمل

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ رشی نگر نے دو دن متواتر اجتماعی وقار عمل سر انجام دیا جس کے نتیجہ میں موضع رشی نگر کے تمام اہم گلی کوچوں اور مین سڑک کو سیمنٹ اور سنگریزوں اور ریت کے ذریعہ پختہ اور مضبوط کیا گیا۔ وقار عمل میں انصار۔ خدام اور اطفال نیز چھوٹے بچوں نے ذوق و شوق سے کام کر کے تنظیمی اعتبار سے بہت اچھا اور شاندار نمونہ دکھایا۔ الحمد للہ

خاکسار [illegible] سیکرٹری تعلیم و تربیت رشی نگر

# خبریں

نئی دہلی ۹ مئی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں اعلان کیا کہ بھارت سرکار، بھارت اور پاکستان کے مابین تمام معاملات پر کسی بھی سطح پر بات چیت کرنے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ حالات سازگار اور موافق ہوں

نئی دہلی ۷ مئی۔ وزیر پرودکشن شری کے رگھو رامیہ نے آج سبھا میں بتایا کہ ہماری آرڈیننس فیکٹریاں فوج کے لئے آٹومیٹک ہتھیاروں کی تیاری کے سلسلہ میں بلحاظ کوالٹی اور تعداد ٹھیک طور پر کام کر رہی ہیں۔ اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ ان فیکٹریوں میں تیار کی جانے والی آٹومیٹک رائفلیں ہمارے لوگوں کی کاریگری کا نمونہ ہیں۔ اس محکمہ میں اپنے کام میں ماہر انسپکٹر موجود ہیں۔ جو کہ آرڈیننس فیکٹریوں میں تیار شدہ رائفلوں کو ٹیسٹ کرتے ہیں چنانچہ یہ رائفلیں ہر قسم کے ٹیسٹ میں کامیاب قرار دی گئی ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا چین نے حملہ کے دوران جس قسم کے ہلکے ہتھیاروں کا استعمال کیا تھا کیا ایسے ہتھیاروں کی تیاری شروع کر دی گئی ہے تو شری رگھو رامیہ نے کہا کہ قدرتی طور پر ایسے آٹومیٹک اسلحہ کی تیاری کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ اور فی الواقعہ ایسا اسلحہ ملک کی مختلف آرڈیننس فیکٹریوں میں پوری تیزی سے تیار ہونا شروع ہو چکا ہے۔

لندن ۹ مئی۔ متعدد اخبارات میں شائع شدہ خبر سے ظاہر ہے کہ برطانیہ اور کامن ویلتھ ممالک نے چینی خطرہ کا مقابلہ کرنے کی غرض سے بھارت کو طویل مدت کے لئے دی جانے والی امداد میں اضافہ کرنا منظور کر لیا تو برطانیہ اکیلا ہی بھارت کو دی جانے والی فوجی امداد کے سلسلہ میں اپنے حصہ میں اضافہ کر دے گا۔ جبکہ اس وقت امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کامن ویلتھ ممالک بھارت کو نصف نصف حصہ سے امداد دے رہے ہیں بھارت نے اپنی فوجی ضروریات کے سلسلہ میں کل ۶۵ کروڑ پونڈ کی امداد طلب کی ہے جس میں برطانیہ زیادہ سے زیادہ دس کروڑ پونڈ کا حصہ ڈالنے کو تیار ہے۔ جبکہ امریکہ برطانیہ پر زور دے رہا ہے کہ وہ بھارت کو اسلحہ کی مفت امداد ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ پونڈ سے بڑھا کر ۳ کروڑ ۵ لاکھ پونڈ کر دے۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے برطانیہ کو اپنی فوجی ضروریات کی جو فہرست دی ہے۔ اس میں کئی لاکھ برطانوی ساخت کی رائفلیں بھی مانگی گئی ہیں۔ جبکہ برطانیہ نے اصولی طور پر بھارت کو صرف زمین سے ہوا تک مار کرنے والے راکٹ اور ہوا سے ہوا میں مار کرنے والے راکٹ اور راڈار مہیا کرنے منظور کر لئے ہیں۔ اس بارہ میں برطانوی سرکار سے مزید بات چیت ہونے کا امکان ہے۔

چنڈی گڑھ ۷ مئی۔ پنجاب سرکار نے اشیاء کے نرخ آویزاں کرنے کے آرڈر ۱۹۶۳ء کے ماتحت برف اور سوڈا واٹر وغیرہ کے ڈیلروں کے لئے ان کی قیمتیں آویزاں کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اس آرڈر کے تحت فوڈ اینڈ سپلائیز ڈیپارٹمنٹ کے ڈسٹرکٹ آرگنائزر دکانوں کا معائنہ کر سکتے ہیں۔

کراچی ۷ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں تعینات امریکی سفیر مسٹر والٹر مکناگی اور برطانوی ہائی کمشنر سر موریس جیمز نے راولپنڈی میں صدر ایوب کے ساتھ ملاقات کی۔ اور کشمیر کے جھگڑے کے متعلق نئی تجاویز پر تبادلہ خیالات کیا۔ صدر ایوب کے ساتھ ملاقات نئی دہلی میں امریکی سیکرٹری خارجہ مسٹر ڈین رسک اور برطانوی وزیر کامن ویلتھ اور مسٹر ڈنکن سینڈیز کی شری نہرو کے ساتھ بات چیت اور ان کی طرف سے پیش کردہ نئی تجاویز کی روشنی میں کی گئی۔

لاہور ۷ مئی۔ اردو کے مشہور ادیب مزاح نگار اور ڈرامہ نویس شوکت تھانوی پرسوں لاہور میں فوت ہو گئے۔ مرحوم کی عمر ۵۵ برس تھی۔ انہیں کینسر کا عارضہ تھا۔ صدر ایوب نے شوکت تھانوی کی موت کو قومی نقصان قرار دیا ہے

واشنگٹن ۷ مئی۔ امریکی سائنسدان آج کل ایک نئے اور نہایت مہلک ہتھیار کی تیاری میں نہایت خاموشی کے ساتھ مصروف ہیں۔ اس ہتھیار کا نام شعاع موت ہے۔ جدید تحقیقات کے ذریعہ سائنس والوں کو معلوم ہوا ہے کہ روشنی کی شعاعوں کو اگر مجتمع کر کے اسی طرح چھوڑا جائے جس طرح لاؤڈ سپیکر سے آواز کی لہریں چھوڑی جاتی ہیں۔ تو وہ اس قدر تیز ہو جاتی ہیں۔ کہ فولاد کی چادر کو کاغذ کے پرزے کی طرح کاٹ دیتی ہیں۔ چنانچہ ان شعاعوں کو مجتمع کر کے کسی مقام پر چھوڑنے کے لئے جو آلہ تیار کیا گیا ہے۔ اب تک جو تجربات ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا ہے کہ ان شعاعوں سے عمل جراحی نہایت اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ اور نہایت دور دراز مقامات تک اسے بھیجا جا سکتا ہے۔ ایک سیکنڈ سے بھی بہت کم وقفہ درکار رہتا ہے۔ سائنسدانوں نے چاند کی سطح پر یہ شعاعیں ڈالی ہیں۔ اور ان کو چاند تک جانے اور واپس آنے میں صرف ڈھائی سیکنڈ لگے۔ اب سائنسدان اس کوشش میں ہیں کہ ایسے آلات تیار کئے جائیں جن کی مدد سے دشمن کے میزائلوں حتیٰ کہ مصنوعی سیاروں تک کو پرواز کے دوران تباہ کیا جا سکے۔

ننگل ۷ مئی۔ بیاس ستلج لنک کے سلسلہ میں پانڈو ڈیم کی جگہ پر ۳ مئی کو پہلی بار چٹانوں کو ڈائنامیٹ سے اڑانے کا کام ہندوستانی انجینئروں کی نگرانی میں نہایت کامیابی سے سرانجام پایا۔ چنانچہ ہزار مربع گز چٹانوں کو اڑانے کے لئے ۳ ٹن وزنی ڈائنامیٹ استعمال کیا گیا۔ جو کام شام کے چار بجے شروع کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر کلو کی طرف سے آنے والی سڑک سے ہر قسم کا ٹریفک بند کر دی گئی۔ پورے ۵ بجے سپرنٹنڈنٹ بیاس ستلج لنک شری رائمبار نے بلاسٹنگ شروع کرنے کا حکم دیا جس کے ساتھ ہی زور دار دھماکوں کے درمیان پہاڑی چٹانیں ہوا میں اڑ گئیں۔ دریائے بیاس کے پانی کا رخ موڑنے کی غرض سے آٹھ آٹھ میل لمبی دو سرنگیں تعمیر کرنے کی غرض سے زیر زمین کیفیت کا پتہ لگانے کے لئے موقعہ پر کئی جگہ بورنگ کیا جا رہا ہے۔ ان سرنگوں سے گزر کر دریائے بیاس کا پانی ۲ ہزار فٹ کی اونچائی سے دہار کے مقام پر دریائے ستلج میں جا گرے گا۔ چنانچہ اس ۲ ہزار فٹ اونچی پانی کی آبشار کو ایک بجلی گھر چلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس پراجیکٹ کے سٹاف کے لئے بڑی کالونی سندر نگر جاہل میں زیر تعمیر ہے۔ جبکہ دو چھوٹی کالونیاں پنڈوہ اور دہار میں بھی بن رہی ہیں۔ یہ پراجیکٹ بھی بھاکڑہ ڈیم کی طرح کا بہت بڑا پراجیکٹ ہوگا۔ جس پر دو سو کروڑ روپیہ خرچ آئے گا

نیویارک ۷ مئی۔ امریکہ کے سرکردہ سائنسدان ڈاکٹر ہوبین ابروس کا کہنا ہے کہ ہر سگریٹ جو سگریٹ نوش کی زندگی میں پانچ منٹ کی کمی کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں یہاں تک کہوں گا کہ ہر سگریٹ سے سگریٹ نوش کے ۱۰ منٹ ضائع ہوتے ہیں۔ ۵ منٹ وہ جو اس کی زندگی کم ہوتی اور ۵ منٹ وہ جو سگریٹ پینے میں ضائع کرتا ہے آپ نے کہا کہ میری یہ رائے انشورنس کمپنیوں کے اعداد پر مبنی ہے۔

لکھنؤ ۷ مئی۔ غیر ملکی منڈیوں میں ہندوستانی پرندوں کے پروں کی مانگ بہت بڑھ رہی ہے۔ اور خصوصاً بگلوں، بطخوں اور مرغابیوں کے پروں کی بہت زیادہ مانگ ہے۔ ایک اونس وزن کے پروں کی قیمت ۱۵ پونڈ تک ہوتی ہے۔ یہ پر تکیوں وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح موروں کے پر بھی بہت بکتے ہیں اور انہیں ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

## رعایتی قیمت پر بدر کا اجراء

ایک مخیر مخلص دوست نے کچھ رقم دے کر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ایسے غریب اور مخلصین کو جو پورا چندہ اخبار بدر دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ایک سال کے لئے نصف قیمت پر اخبار بدر جاری کر دیا جائے۔ اس لئے بذریعہ اعلان احباب جماعت کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جو دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ وہ اپنی درخواست مقامی صدر جماعت یا مبلغ کی تصدیق سے جلد از جلد بھجوا دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی نصف چندہ مبلغ ۳/۵۰ روپے بھی بھجوا دیں۔ تا کہ ان کے نام اخبار جاری کرائے جا سکیں۔ اپنا پتہ صاف مکمل اور خوشخط انگریزی میں لکھیں۔

چونکہ گنجائش محدود ہے اس لئے انہی احباب کے نام اخبار جاری ہوں گے جو پہلے درخواستیں بھجوائیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان